Over 185K Followers

03 TO 16 NOVEMBER, 2025 ☆☆☆ ۳ تا ۱۶ نومبر ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

PAKISTAN AFRICA ECONOMIC COUNCIL

A PARADIGM SHIFT IN PARTNERSHIP

گورنر ہاؤس میں پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کے عہدیداروں کی تقریب حلف برداری

نوہزار گھنٹوں تک فعال رہنے والا نیا بیٹری سسٹم تیار

بیجنگ (کنزیومرواچ نیوز) چینی سائنس دانوں نے ایک نیا بیٹری سسٹم بنایا ہے جو لیتھیئم سیلز کو محفوظ طریقے سے ہزاروں گھنٹوں تک فعال رکھنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ یہ جدت برقی گاڑیوں اور پاور گرڈز کے لیے بہتر بیٹریاں فراہم کر سکے گی۔ لیتھیئم میٹل بیٹریاں اپنی توانائی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے مستقبل کے پاور سسٹمز کے لیے مرکزی حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔ تاہم، فی الحال ان سیلز میں موجود لکوئیڈ الیکٹرولائٹس متعدد خطرات رکھتے ہیں جس میں لیک ہونا اور جلنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ بیٹری میں لیتھیئم دھات پھیل جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی کارکردگی اور حفاظت داؤ پر لگ جاتی ہے۔ سامنے آنے والے مختلف مطالعوں میں بتایا جا رہا ہے کہ ڈیپ ایوٹیکٹک جیل الیکٹرولائٹس (ڈی ای جی ایز) نامی الیکٹرولائٹس کی نئی اقسام اپنی ہائی چارج کنڈکشن کیپسٹی اور انہیرنٹ تھرمل اسٹیبلیٹی جیسی صلاحیت کی وجہ سے ان مسائل کو حل کرنے میں مدد فراہم کر سکتی ہیں۔ جرنل آف دی امیریکن کیمیکل سوسائٹی میں شائع ہونے والی تازہ ترین بتایا گیا کہ 2، 2، 2-ٹرائی فلورو-این-میتھالیسٹامائڈ نامی کیمیکل سے بنائے الیکٹرولائٹ بیٹری سسٹم کو یکجا رکھتے ہیں جس سے سوئیوں جیسی لیتھیئم کی شاخیں نہیں بن پاتیں۔ تحقیق میں معلوم ہوا کہ جو سیل اس الیکٹرولائٹ سسٹم کو استعمال کرتے ہیں وہ نو ہزار گھنٹوں سے زیادہ عرصے تک مستحکم طریقے سے سائیکل مکمل کرتے ہیں۔

مقبول اسمارٹ فونز کی فہرست جاری، نئی ڈیوائسز نے تہلکہ مچا دیا

واشنگٹن (کنزیومرواچ نیوز) ویب ٹیکنالوجی کمپنی شاؤمی کا اسمارٹ فون 17 پرومیکس نے چوتھے ہفتے بھی مقبول ترین اسمارٹ فونز کی فہرست میں پہلی پوزیشن برقرار رکھی مقبول اسمارٹ فونز کی جاری ہونے والی تازہ ترین فہرست درج ذیل ہے: فہرست کے مطابق شاؤمی 17 پرومیکس پہلے، ویوو ایکس 300 پرو (نئی انٹری) دوسرے اور زیڈ ٹی ای نوبیا ریڈ میجک 11 پرو پلس (نئی انٹری) تیسرے نمبر پر موجود ہیں۔ آنر میجک 8 پرو (نئی انٹری) جی چوتھے، ایپل آئی فون 17 پرومیکس پانچویں، سام سنگ گلیکسی ایس 25 الٹرا ون پلس 15 فائیو جی (نئی انٹری) اور سام سنگ گلیکسی اے 56 شیاؤمی 17 پرو فائیو جی ساتویں پوزیشن پر ہیں۔ آٹھویں پوزیشن پر اوپو فائنڈ ایکس 9 (نئی انٹری)، اوپو فائنڈ ایکس 9 پرو (نئی انٹری) نویں اور ویوو ایکس 300 فائیو جی (نئی انٹری) دسویں نمبر پر براجمان ہیں۔

خواتین مردوں سے زیادہ طویل زندگی کیوں جیتی ہیں، سائنسی وجوہات

دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں خواتین کی اوسط عمر مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور عام طور پر 5 سے 8 سال تک کا فرق دیکھا گیا ہے۔

ماہرین کے مطابق اس کی وجوہات جسمانی، جینیاتی، اور طرزِ زندگی سے جڑی ہیں۔

1. جینیاتی برتری

خواتین کے پاس دو X کروموسوم ہوتے ہیں، جبکہ مردوں کے پاس X اور Y کروموسوم۔ اگر کسی X کروموسوم میں نقص ہو تو خواتین کے پاس دوسرا X اسے بیلنس کر دیتا ہے۔ مردوں کے پاس صرف ایک X ہوتا ہے، اس لیے ان میں جینیاتی بیماریوں کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

2. ہارمونی فرق

خواتین میں موجود ایسٹروجن ہارمون دل کی بیماریوں سے حفاظت فراہم کرتا ہے، خون کی شریانوں کو نرم اور لچکدار رکھتا ہے۔ مردوں میں ٹیسٹوسٹیرون زیادہ ہوتا ہے، جو خطرہ مول لینے، غصے اور جسمانی دباؤ کو بڑھاتا ہے جس کے نتیجے میں چوٹ یا امراض کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

3. طرزِ زندگی

اعداد و شمار کے مطابق مرد زیادہ سگریٹ، شراب، اور غیر صحت مند کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ خواتین عمومی طور پر احتیاط، متوازن غذا، اور باقاعدہ طبی معائنے کا زیادہ خیال رکھتی ہیں۔

4. برداشت

خواتین احساسات کا اظہار کرتی ہیں، بات کرتی ہیں، روتی ہیں — جو ذہنی دباؤ کو کم کرتا ہے۔ مرد اکثر جذبات کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے ذہنی تناؤ، ہارٹ اٹیک اور ڈپریشن کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

5. مدافعتی نظام کی مضبوطی

خواتین کا مدافعتی نظام فطری طور پر زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ تحقیق کے مطابق، ایسٹروجن جسم کو وائرس اور بیکٹیریا کے خلاف زیادہ مؤثر بناتا ہے۔

6. سماجی و معاشرتی کردار

خواتین عام طور پر سماجی طور پر زیادہ جڑی ہوئی ہوتی ہیں، خاندان، دوستوں، اور رشتوں سے تعلق انہیں ذہنی و جسمانی توازن فراہم کرتا ہے۔ مردوں میں تنہائی اور اسٹریس زیادہ پایا جاتا ہے، جو عمر گھٹانے والا عنصر ہے۔

آئی فون کی 20ویں سالگرہ پر ایپل کیا کرنے جا رہا ہے؟

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) آئی فون 2027 میں اپنی 20ویں سالگرہ منانے جا رہا ہے اور ایپل اس ایونٹ کو انتہائی دلچسپ انداز منانے کی تیاری کر رہا ہے۔ رواں برس ایپل نے آئی فون کا 17واں ایڈیشن متعارف کرایا ہے جس کے حساب سے 2027 میں متعارف کرائی جانے والی ڈیوائس کو آئی فون 19 کہا جانا چاہیے۔ تاہم، تازہ ترین رپورٹس کے مطابق 2027 میں متعارف کرائی جانے والی ڈیوائس کا نام آئی فون 20 رکھا جائے گا۔ اس سے قبل ایپل یہ اقدام 2017 میں آئی فون ایکس کے لیے کر چکا ہے۔ آئی فون کی دسویں سالگرہ کے موقع پر ریلیز کی گئی ڈیوائس کے ڈیزائن میں پہلی بڑی تبدیلی کی گئی تھی جس کے نقوش آج تک واضح ہیں۔ اب تازہ ترین رپورٹس میں آئی فون 20 سیریز میں ڈیوائس کے ڈیزائن کے حوالے سے اہم تبدیلیاں متوقع ہیں۔

انجان لوگوں سے اسکرین شیئرنگ، میٹا لوگوں کو بروقت خبردار کرے گا

واشنگٹن (کنزیومرواچ نیوز) ٹیکنالوجی کمپنی میٹا صارفین کو جعلسازوں سے بچانے کے بڑا اقدام کرنے جا رہی ہے۔ میٹا کا کہنا ہے کہ جب بھی کوئی صارف واٹس ایپ پر نامعلوم شخص کے ساتھ ویڈیو کال کے دوران اسکرین شیئر کرنے کی کوشش کرے گا تو میسجنگ پلیٹ فارم اس عمل میں سے روکنے کے لیے انتباہ جاری کرے گا۔ میٹا فیس بک میسنجر میں مشکوک چیٹ کی نشان دہی بھی کرے گا۔ جعلساز باقاعدگی کے ساتھ آن لائن اکاؤنٹس اور فیس بک پیجز بناتے ہیں اور بینک، ایئرلائنز اور دیگر کمپنیوں کے کسٹمر سروس نمائندگان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ جعلساز برانڈ کے اکاؤنٹس کا جائزہ لیتے ہیں اور صارفین کے کمنٹس دیکھ کر ان کو درپیش مشکلات کو جانتے ہیں اور ان سے رابطہ کر کے خود کو برانڈ کا ہیلپ ڈیسک بتاتے ہیں۔ یہ جعلساز سروس پر لاگ آن ہونے سے قبل شکار سے اپنی اسکرین شیئر کرنے کے لیے کہتے ہیں تاکہ وہ حساس معلومات حاصل کر سکیں۔ اگرچہ، وہ عموماً براہ راست پاسورڈ تو حاصل نہیں کر پاتے ہیں لیکن یوزر نیم اور دیگر معلومات کی مدد سے پاسورڈ تبدیل کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ جس کے بعد شکار کی اسکرین پر آنے والے ویریفیکیشن کوڈ کو حاصل کر سکتے ہیں۔ میٹا کا کہنا ہے کہ کمپنی اب صارفین کو انجان افراد کے ساتھ اسکرین شیئر نہ کرنے کے لیے باقاعدگی کے ساتھ انتباہ جاری کرے گی۔

ناسا کے سُپر کمپیوٹر نے خوفناک پیشگوئی کر دی

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) ناسا کے ایک سپر کمپیوٹر نے ایک ایسی پیشگوئی کر دی ہے جو بلاشبہ تشویش کا باعث بن رہی ہے۔ ناسا کے سپر کمپیوٹر اور جاپان کی ٹوہو یونیورسٹی نے اس سُپر کمپیوٹر کی ماڈلنگ کی ہے جس میں یہ نتیجہ نکلا ہے کہ زمین کی فضا، آکسیجن کی سطح، سورج کی روشنی اور دیگر عوامل کی بنا پر دنیا پر زندگی ممکن نہیں رہنے والی۔ اس ماڈل کے مطابق زمین کی قابل رہائش مدت ''تقریباً ارب سال کے اندر اندر ختم ہو جائے گی۔ اور انسانوں کی زندگی کے لیے تو یہ قبل از وقت بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی صرف زندگی کا اختتام نہیں بلکہ رہائش کی حالت اتنی خراب ہو جائے گی کہ معمول کی زندگی مشکل ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ پیشگوئی قریبی مستقبل کی نہیں لیکن تشویش کا باعث ضرور ہے۔ مثال کے طور پر رپورٹ میں ایسے اہداف دیے گئے ہیں جو زمین کی رہائش کی حد کے لحاظ سے اربوں سال بعد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ یہ صرف ''ایک ماڈل'' ہے جو موجودہ عوامل کی بنیاد پر تجزیہ کرتا ہے، حقیقت میں بہت عوامل، ٹیکنالوجی، انسانی مداخلت اور دیگر اس نتیجے کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ ماڈل نے درج ذیل اہم عوامل کا جائزہ لیا ہے: سورج کی روشنی میں بتدریج اضافہ، جو زمین کی سطح پر حرارت بڑھا دے گی۔ زمین کی فضائی آکسیجن کی مقدار میں کمی اور فضا کا پتلا ہونا، جو زندگی کو برقرار رکھنا مشکل بنا دے گا۔ موسمیاتی تبدیلیاں، ٹیکٹونک حرکتیں، براعظمی تبدیلیاں اور آتش فشانی سرگرمیاں بھی ماڈل میں شامل کی گئی ہیں۔

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی
● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،
● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان
● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

03 TO 16 NOVEMBER, 2025 ☆☆☆ ۳ تا ۱۶ نومبر ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumer-watch.com

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

وہی اللہ تعالیٰ زندگی بخشتا ہے اور
وہی موت دیتا ہے اور اسی کی طرف
تم سب کو لوٹ کر جانا ہے
سورۃ یونس 10 - آیت نمبر 56

مجھے ہے حکم اذاں.................!

گورنر ہاؤس کراچی میں پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کے عہدیداروں کی حلف برداری کی تقریب دراصل پاکستان کی اقتصادی اور سفارتی تاریخ میں ایک نیا باب ہے۔ یہ تقریب صرف ایک تنظیم کے قیام کا اعلان نہیں بلکہ دو براعظموں کے درمیان مضبوط اور دیرپا اقتصادی پل کی تعمیر کا آغاز ہے۔ گورنر سندھ کامران خان ٹیسوری کے ولولہ انگیز خطاب نے تقریب کو ایک قومی جوش اور امید کے رنگ میں رنگ دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان اب ایک مثبت سمت میں آگے بڑھ رہا ہے اور آنے والے چھ سے آٹھ ماہ میں ملکی معیشت میں نمایاں بہتری دیکھنے میں آئے گی۔ انہوں نے ملک میں جاری غیر ملکی سرمایہ کاری کے منصوبوں اور عالمی سطح پر پاکستان کی بڑھتی ہوئی عزت و وقار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم فاتح قوم ہیں اور ملک کے خلاف کسی منفی بات کو برداشت نہیں کریں گے۔ گورنر کے ایڈوائزر طارق مصطفیٰ نے اپنے خطاب میں اس تقریب کو پاکستان اور افریقہ کے درمیان معاشی، سماجی اور تجارتی تعلقات کو نئی جہت دینے کی کوشش قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل وقت کی ضرورت ہے جو باہمی احترام، دوستی اور مشترکہ مفادات پر مبنی ایک نئے دور کی بنیاد رکھے گی۔ بانی چیئرمین ڈاکٹر شہباز علی ملک نے اپنے کلیدی خطاب میں کہا کہ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل دراصل حکومت پاکستان کی ''لک افریقہ'' پالیسی کا عملی اظہار ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ کونسل کا مقصد دونوں خطوں کے درمیان تجارت، صنعت اور سفارت کاری کے شعبوں میں عملی تعاون کو فروغ دینا ہے۔ ڈاکٹر شہباز نے بتایا کہ کونسل 2030 تک پاک افریقہ دوطرفہ تجارت کو 15 ارب ڈالر تک بڑھانے اور 2028 تک پاکستانی سرمایہ کاروں کی جانب سے دو ارب ڈالر کی سرمایہ کاری افریقہ میں متعارف کرانے کا ہدف رکھتی ہے۔ ان کے مطابق یہ تعلق صرف تجارت تک محدود نہیں بلکہ تعلیم، ٹیکنالوجی اور عوامی رابطوں کے فروغ کے ذریعے دیرپا شراکت داری میں ڈھل جائے گا۔

سیکریٹری جنرل شیخ راشد عالم نے کہا کہ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جو دونوں خطوں کے درمیان پائیدار اقتصادی تعلقات استوار کرے گا۔ ان کے مطابق کونسل صرف ایک تنظیم نہیں بلکہ ایک محرک ہے جو باہمی ترقی، سرمایہ کاری اور جدت کا نیا دور شروع کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی کاروباری اداروں کے لیے افریقی منڈیوں میں محفوظ داخلے کے راستے کھولے جائیں گے اور دونوں خطوں کے درمیان عملی تعاون کو فروغ دیا جائے گا۔ یہ تقریب نہ صرف ایک سفارتی سنگ میل تھی بلکہ ایک امید افزا اقتصادی مستقبل کی علامت بھی۔ گورنر ہاؤس کا پُروقار ماحول، منظم انتظامات، ممتاز کاروباری شخصیات اور سفارتی نمائندوں کی شرکت نے اس بات کی گواہی دی کہ پاکستان اب افریقہ کے ساتھ تعلقات کو ایک نئے عملی اور مؤثر دور میں داخل کرنے کے لیے تیار ہے۔ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل بلاشبہ ترقی، استحکام اور باہمی خوشحالی کے نئے دور کی بنیاد بننے جا رہی ہے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

ٹاپ اسٹوریز Top Stories

PAGE 07

آغا سراج درانی سرکار کے شدید دباؤ کے باوجود زرداری کے خلاف وعدہ معاف گواہ نہیں بنے

PAGE 13

مالیاتی فراڈ سے ہر سال 9 ارب ڈالر کا نقصان

PAGE 10

چین - میرج مارکیٹ سے ون چائلڈ پالیسی تک

PAGE 14

بڑھتی ہوئی لاگت، صنعتوں کا شمسی توانائی کی طرف رجحان

PAGE 12

کنیکٹیکٹ کی خاموشی میں کراچی کی روح کا سُر شکیل حیدر سے ایک ملاقات

PAGE 15

ملکی زرعی شعبے کی تشویشناک صورتحال

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کورٹ بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

PAKISTAN AFRICA ECONOMIC COUNCIL®

A PARADIGM SHIFT IN PARTNERSHIP

گورنر ہاؤس میں پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کے عہدیداروں کی تقریب حلف برداری

گورنر سندھ کامران خان ٹیسوری چھ، آٹھ ماہ میں ہماری معیشت بہت اوپر جائے گی ہم فاتح قوم ہیں ہم ملک کے خلاف کوئی بات نہیں سنیں گے،

طارق مصطفیٰ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل وقت کی ضرورت اور ہمارے روشن مستقبل کی ضمانت ہے اس تعاون کی بنیاد دوستی احترام پر استوار ہے۔

ڈاکٹر شہباز علی ملک ہم صرف ایک تنظیم کا افتتاح نہیں کررہے بلکہ پاکستان اور افریقہ کے درمیان ایک مضبوط اقتصادی پل تعمیر کررہے ہیں،

جنرل سکریٹری شیخ راشد عالم ہم پاکستانی کاروباری اداروں کے لیے افریقی منڈیوں میں محفوظ داخلے کے راستے ہموار کریں گے،

گورنر ہاوس میں منعقدہ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کی تقریب میں ممتاز کاروباری، سماجی شخصیات، معززین شہر اور میڈیا کی شرکت

رپورٹ: نشید آفاقی

گورنر سندھ کامران خان ٹیسوری نے کہا ہے کہ پاکستان اس وقت واقعی اپنی اڑان اڑ رہا ہے بہت اچھے معاملات چل رہے ہیں یہ معاملات ایسے ہیں جو آئندہ چند ماہ میں آپ سبھی لوگوں کو نظر آئیں گے پہلی بار میں نے خود دیکھا ہماری ایس آئی ایف سی کے لوگ پاکستان کے لیے بیرونی انویسٹمنٹ لا رہے ہیں کراچی میں نیوی کا جو پروگرام چل رہا ہے اس میں ملین آف ڈالرز کے ایم او یو سائن ہوئے ہیں ایگریمنٹس بھی ہوئے ہیں اور جو سفیر مجھ سے ملنے کے لیے آئے ہیں سبھی کی سوچ پاکستان کے لیے پوزیٹو ہے ان خیالات کا اظہار انھوں نے پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کے عہدیداروں کی تقریب حلف برداری سے خطاب کرتے ہوئے کیا ، عہدیداروں سے گورنر کے ایڈوائزر طارق مصطفیٰ نے حلف لیا جن میں شہباز علی ملک چیئر مین، ریحان چاولہ سینئر وائس چیئر مین، شیخ راشد عالم جنرل سکریٹری، حسنین پردیسی صدر سندھ ریجن، عبدالواجد صدر اسلام آباد ریجن، ابراہیم شہنشاہی صدر بلوچستان ریجن، عارف عبدالعزیز وائس چیئر مین افریقہ ریجن، ایم فواد شیخ وائس چیئر مین ریجنل آفس کوآرڈینیشن، ریاض الحسن وائس چیئر مین پبلک سیکٹر آرگنائزیشن، عبدالوہاب ایدھی وائس چیئر مین فنانس، ناصر شیخ وائس چیئر مین ، ہما بخاری وائس چیئر پرسن ویمن افیئر ز، رفیق سلیمان سینئر وائس پریذیڈنٹ سندھ ریجن ، ابراہیم بن مقصود سی ای سی ممبر، شیخ امتیاز حسین سی ای سی ممبر ڈاکٹر اجالا صدیق سی ای سی ممبر اسلام آباد شامل ہیں گورنر سندھ نے کہا کہ 10 مئی کو پاکستان نے جو جنگ جیتی اس سے پاکستان کا امیج چینج ہو گیا امریکی صدر کا ہمارے فیلڈ مارشل کو بلا کر اسٹیٹ گیسٹ کا درجہ دینا امریکہ کی ہسٹری میں پہلی بار ہوا ہے کہ کسی ملک کے آرمی چیف کو بلا کر اس کو اتنی عزت دی گئی اس سے بھی پورے خطے میں پاکستان کی عزت میں اضافہ ہوا کیونکہ وہ پاکستان کا آرمی چیف ہے اسی طرح فلسطین کے حوالے سے جو معاہدہ ہوا اس میں ٹرمپ نے پاکستان کے پرائم منسٹر کو اپنے ہاتھ سے مائک دیا ان کی تقریر اس پروگرام میں شامل نہیں تھی مگر ٹرمپ نے ان کو موقع دیا اور ہمارے فیلڈ مارشل کی تعریف بھی کی سپر پاور کے صدر کی جانب سے ایسی باتیں اور عزت افزائی سے دنیا میں پاکستان کی بڑی عزت افزائی ہوئی اسٹاک ایکسچینج دو ڈھائی سالوں سے اوپر جارہا ہے ڈالر مستحکم ہے اور اپنی جگہ پر رکا ہوا ہے اور پھر سعودی عرب سے ہمارا معاہدہ ہوا ہے یہ سب بہترین پوزیٹو ڈائریکشن میں جارہی ہیں کئی سالوں سے مایوسی کی باتیں ہورہی تھی کہ پاکستان میں کچھ اچھا نہیں ہے تو اس لیے آج میں آپ کے سامنے یہ باتیں کررہا ہوں اس وقت تو پاکستان کی ترقی صرف 10 فیصد نظر آرہی ہے 90 فیصد چیزیں پائپ لائن میں موجود ہیں چین، آذربائجان، ترکیہ آپ کے ساتھ کھڑے ہیں ابھی ایکسپو سینٹر میں ہونے والی نمائش میں 48 ممالک شامل ہیں میڈیا کو دیکھ کر ہم یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ حالات خراب ہیں میرے پاس امریکی سفیر آئی تھیں وہ کہہ رہی تھیں کہ ہم مائن ، منرلز اور رئیل اسٹیٹ میں سرمایہ کاری لا رہے ہیں جو سفیر آتا ہے وہ اب بزنس کی

PAKISTAN AFRICA ECONOMIC COUNCIL

بات کر رہا ہے اس سے پہلے اس قسم کی باتیں نہیں کرتے تھے چھ آٹھ ماہ میں ہماری معیشت بہت اوپر جائے گی ہم فاتح قوم ہیں ہم ملک کے خلاف کوئی بات نہیں سنیں گے

گورنر سندھ کے ایڈوائزر طارق مصطفیٰ نے کہا کہ آج گورنر ہاؤس سندھ میں اس اہم پروگرام کی میزبانی گورنر سندھ کامران خان ٹیسوری اور ان کی ٹیم کے لیے اعزاز کی بات ہے یہ موقع پاکستان اور افریقہ کے مابین معاشی تجارتی اور سماجی تعلقات کو ایک نئی حیثیت دینے کی جانب ایک قدم ہے پاکستان افریقہ اکنامک کونسل دونوں خطوں کے درمیان تعاون نہ صرف وقت کی ضرورت ہے بلکہ ہمارے روشن مستقبل کی ضمانت بھی ہے پاکستان اور افریقہ کے تعاون کی بنیاد دوستی احترام اور باہمی مفاد پر استوار ہے ہماری تاریخ ثقافت اور ترقی کے سفر میں بے شمار قدر مشترک ہیں افریقہ وسائل سے مالا مال خطہ ہے جبکہ پاکستان صنعتی تجربے کے ساتھ اس تعاون کو ایک نئی سطح پر لے جا سکتا ہے گورنر سندھ اور ان کی ٹیم پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کے اس اقدام کو سراہتے ہیں کہ انہوں نے افریقی ممالک کے ساتھ اقتصادی روابط کو مربوط کرنے کے لیے ایک منظم اور عملی اقدام کیا ہے اس فورم کے ذریعے سرمایہ کاری تجارت تعلیم صحت توانائی اور انفراسٹرکچر جیسے اہم شعبوں میں نئے دروازے کھلیں گے گورنر سندھ ہمیشہ ایسے اقدامات کی حمایت کرتے ہیں جو خوشحالی میں اپنا کردار ادا کرے کراچی پاکستان کا معاشی حب ہے یہ شہر بین الاقوامی سرمایہ کاروں کے لیے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے ہمیں یقین ہے کہ افریقی سرمایہ کار یہاں وسیع مواقع دیکھیں گے اور اس موقع پر گورنر سندھ کی طرف سے افریقی دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان میں خاص طور پر صوبے سندھ میں افریقی کاروباریوں کو ہر ممکن سہولت فراہم کی جائیں گی میں پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں بانی چیئرمین ڈاکٹر شہباز علی ملک نے کلیدی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن پاکستان اور افریقہ کے تعلقات میں ایک نئے دور کا آغاز ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم صرف ایک تنظیم کا افتتاح نہیں کر رہے بلکہ پاکستان اور افریقہ کے درمیان ایک مضبوط اقتصادی پل تعمیر کر رہے ہیں جو 24 کروڑ پاکستانیوں کے کاروباری جذبے کو افریقہ کے ایک ارب چالیس کروڑ عوام کی متحرک امنگوں سے جوڑ دے گا۔

ڈاکٹر شہباز علی ملک نے کہا کہ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل حکومت پاکستان کی "لُک افریقہ" پالیسی کا عملی و ادارہ جاتی انجن ہے جو دونوں خطوں کے درمیان تجارتی، سفارتی اور صنعتی تعلقات کو نئی سمت دے گا۔ انہوں نے کہا کہ کونسل کا مقصد سفارتی تعلقات کے فروغ، تجارتی پالیسیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے، غیر محصولات رکاوٹوں کو کم کرنے اور افریقی فری ٹریڈ ایریا کے تحت شراکت داری کو مستحکم بنانا ہے۔

انہوں نے کہا کہ افریقہ آئندہ دہائی میں دنیا کی تیزی سے ابھرتی ہوئی منڈی بننے جا رہا ہے اور پاکستانی کاروباری طبقے کو اس موقع سے

بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ڈاکٹر شہباز نے بتایا کہ کونسل کا ہدف 2030 تک پاک افریقہ دوطرفہ تجارت کو 15 ارب ڈالر تک بڑھانا ہے جبکہ 2028 تک پاکستانی سرمایہ کاروں کی جانب سے 2 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری افریقی ممالک میں کی جائے گی۔

انہوں نے کہا کہ زرعی صنعت، توانائی، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور مینوفیکچرنگ کے شعبوں میں مشترکہ منصوبے شروع کیے جائیں گے جن سے ایک لاکھ سے زائد روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ کونسل صرف تجارت تک محدود نہیں بلکہ تعلیم، ٹیکنالوجی کے تبادلے اور عوامی رابطوں کے فروغ کے ذریعے پاکستان اور افریقہ کے درمیان دیرپا تعلقات قائم کرے گی۔

ڈاکٹر شہباز علی ملک نے اپنے خطاب کے اختتام پر کہا کہ دنیا تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے اور ہمیں بھی اسی رفتار سے آگے بڑھنا ہوگا۔ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل ایک تحریک ہے جو ترقی، استحکام اور جدت کی علامت بنے گی۔ انہوں نے حکومت، کاروباری طبقے اور تعلیمی اداروں سے اپیل کی کہ وہ کونسل کے مشن میں بھرپور تعاون کریں تاکہ پاکستان اور افریقہ کے تعلقات ایک نئے سنہری دور میں داخل ہوں۔

انہوں نے اپنے خطاب کا اختتام اس نعرے کے ساتھ کیا کہ پاکستان زندہ باد، پاک افریقہ دوستی پائندہ باد۔

پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کے سیکریٹری جنرل شیخ راشد عالم نے کہا ہے کہ کونسل کا قیام پاکستان اور افریقہ کے درمیان معاشی اشتراک کے ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ صرف ایک تقریب حلف برداری نہیں بلکہ ایک تاریخی لمحہ ہے جس میں دونوں خطوں کے درمیان اعتماد، وژن اور عملی تعاون کی نئی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ کراچی میں منعقدہ افتتاحی تقریب میں گورنر سندھ کامران خان ٹیسوری، بانی چیئرمین ڈاکٹر شہباز علی ملک، سینئر وائس چیئرمین ڈاکٹر ریحان چاولہ، ممتاز کاروباری شخصیات، سفارتکاروں اور صنعت سے وابستہ رہنماؤں نے شرکت کی۔ شیخ راشد عالم نے اپنے خطاب میں کہا کہ: ''پاکستان افریقہ اکنامک کونسل (PAEC) محض ایک کونسل نہیں بلکہ ایک محرک (Catalyst) ہے جو دونوں خطوں کے درمیان پائیدار معاشی تعلقات استوار کرے گی۔ ہمارا مشن ہے ساتھ تخلیق کرنا، ساتھ سرمایہ کاری کرنا، اور ساتھ ترقی کرنا۔ ہم پاکستانی کاروباری اداروں کے لیے افریقی منڈیوں میں محفوظ داخلے کے راستے ہموار کریں گے، معتبر پارٹنرز سے رابطے فراہم کریں گے اور پالیسی سے لے کر زمینی سہولت تک ہر سطح پر مدد کریں گے۔'' انہوں نے مزید کہا کہ کونسل کا مقصد دونوں خطوں کے درمیان زرعی، صنعتی، ٹیکنالوجی اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں مشترکہ منصوبوں اور سرمایہ کاری کے مواقع پیدا کرنا ہے، تاکہ پاکستان اور افریقہ باہمی ترقی اور خوشحالی کی نئی مثال قائم کریں۔ شیخ راشد عالم نے کہا: ''ہم افریقہ کے ساتھ احترام، قدر اور طویل المدتی شراکت کے جذبے کے ساتھ آئے ہیں۔ آیئے سرحدوں سے آزاد تجارت کریں، اثر انگیز سرمایہ کاری کریں، اور جدت کو اپنائیں، کیونکہ مستقبل انہی کا ہے جو مل کر آگے بڑھتے ہیں۔ یہ صرف سفارت کاری نہیں بلکہ مقصد کے ساتھ کاروبار ہے۔

یہ صرف تعاون نہیں بلکہ مشترکہ مقدر ہے۔ ''انہوں نے آخر میں کہا کہ پاکستان افریقہ اکنامک کونسل ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جو دونوں خطوں کے درمیان پائیدار معاشی پل کا کردار ادا کرے گا۔'' آج ہم ایک ایسا محرک جلا رہے ہیں جو پاکستان اور افریقہ کی ترقی کی نئی روشنی بنے گا۔ تقریب سے ریحان چاولہ، زبیر موتی والا و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

PAKISTAN AFRICA ECONOMIC COUNCIL
A PARADIGM SHIFT IN PARTNERSHIP

پاکستان افریقہ اکنامک کونسل کے عہدیداروں کے اسمائے گرامی

1.	**Dr. Shahbaz Ali Malik** Founder Chairman Pakistan Africa Economic Council	9.	**Mr. Riaz-Ul-Hassan** Vice Chairman Public Sector Organizations
2.	**Dr. Rehan Chawla** Senior Vice Chairman Pakistan Africa Economic Council	10.	**Mr. Abdul Wahab Edhi** Vice Chairman Finance
3.	**Shaikh Rashid Alam** Secretary General Pakistan Africa Economic Council	11.	**Mr. Nasir Sheikh** Vice Chairman
4.	**Mr. Hasnain Pardesi** President - Sindh Region	12.	**Dr. Huma Bukhari** Vice Chairperson - Women Affairs
5.	**Mr. Abdul Wajid** President - Islamabad Region	13.	**Mr. Rafique Suleman** Sr. Vice President - Sindh Region
6.	**Mr. Ibrahim Shahnshahi** President - Balochistan Region	14.	**Mr. Ibrahim Bin Maqsood** CEC Member
7.	**Mr. Arif Abdul Aziz** Vice Chairman African Region	15.	**Sheikh Imtiaz Hussain** CEC Member
8.	**Mr. M. Fawad Sheikh** Vice Chairman Regional offices Coordination	16.	**Dr. Ujala Siddeeq** CEC Member (Islamabad)

PAKISTAN AFRICA ECONOMIC COUNCIL

PAKISTAN AFRICA ECONOMIC COUNCIL

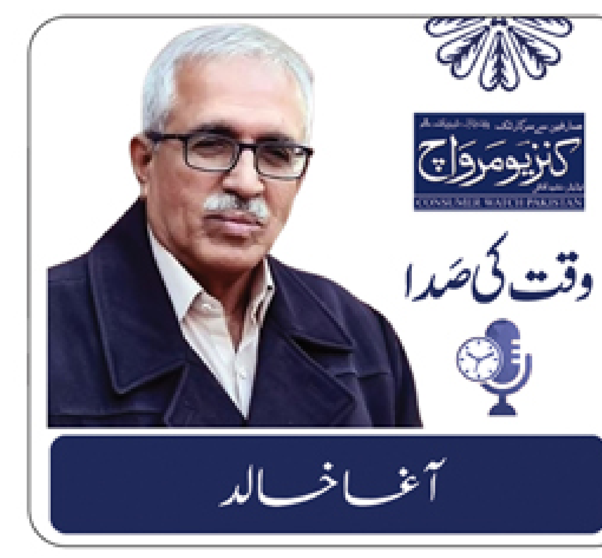

آغا سراج درانی سرکار کے شدید دباؤ کے باوجود زرداری کے خلاف وعدہ معاف گواہ نہیں بنے

آصف زرداری کے دیرینہ دوست، پیپلز پارٹی کے وفادار رہنما، آخری برسوں میں سیاسی سرد مہری کا شکوہ کرتے رہے

گڑھی یاسین کے بااثر درانی خاندان سے تعلق، اعلیٰ تعلیم، شرافت اور عوام دوستی نے صوبے بھر میں مقبول بنایا

امریکہ میں قیام کے دوران ماڈلنگ اور اداکاری میں شہرت پائی، وجیہہ شخصیت کے باعث مغربی میڈیا میں مقبول ہوئے

بے نظیر بھٹو کے اصرار پر وطن واپس آئے، سندھ کی سیاست میں فعال کردار ادا کیا اور کئی سیاسی آزمائشیں برداشت کیں

آغا سراج درانی بھی داغ مفارقت دے گئے

اناللہ وانا الیہ راجعون

وہ سندھ کا ایک بھاری بھرکم نام تھے اور ان کے بڑوں نے قیام پاکستان میں قائداعظم کی مدد کی تھی، گڑھی یاسین کے شاہی خانوادہ سے تعلق رکھنے والے آغا سراج سندھ کے چند کروڑ پتی خاندانوں میں سے تھے مگر سیاست میں آنے کے بعد مملکت کے طاقت وراداروں نے ان کے ساتھ بھی ایک سے زائد بار وہی گھناؤنا سلوک کیا جس کا مقصد سیاستدانوں کی کردار کشی اور ان کی رسوائی ہوتا تھا کبھی ان کے گھر یا دفتر سے کروڑوں روپیہ برآمد کروایا جاتا کبھی گڑھی یاسین کے محل کے صحن سے خزانہ برآمد ہوتا مگر ان کے خلاف بنائے گئے بیسیوں مقدمات کے عدالتی چالان میں وہ خزانے کبھی ظاہر نہ کیے جا سکے تبھی کہتے ہیں'' جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے'' آغا سراج درانی دوستوں کے دوست مشہور تھے جبکہ ان کی اصل وجہ شہرت صدر مملکت آصف زرداری سے ان کی بچپن کی دوستی تھی وہ ذوالفقار مرزا کی طرح میٹرک سے زرداری کے کلاس فیلو بھی رہے اور بہت سے دوستوں کے بقول ان کی موت کی بڑی وجہ زرداری صاحب کا گزشتہ کئی برسوں سے ان کے ساتھ سرد رویہ بھی تھا جس کا انہیں صدمہ تھا اور وہ اپنے قریبی دوستوں سے ہلکے پھلکے انداز میں اس پر شکوہ بھی کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ اسی رویہ کے سبب وہ گزشتہ 10 برس سے کابینہ سے باہر رہے جبکہ انہیں یہ بھی شبہ تھا کہ طاقت ور عہدوں سے محروم رکھنے کی خاطر ہی انہی پانچ سال سندھ اسمبلی کا اسپیکر رکھا گیا وہ بلا کے ذہین قابل شریف النفس اور پی پی کے وفادار رہنما تھے ان کے قریبی اعزہ کا کہنا ہے کہ وہ بچپن سے سیاست سے الرجک تھے اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ گئے تو پھر وہیں کے ہو رہے اور اپنے شوق کی تکمیل میں انہوں نے امریکہ میں ماڈلنگ بھی کی اور کچھ دیگر ڈراموں میں بھی چھوٹے موٹے رول کیے جس پر وہ گوریوں کے پسندیدہ اداکار مشہور ہوئے وہ دراز قد کے ساتھ کسرتی جسم، پرکشش نقوش، گھنگریالے بال، بڑی آنکھیں، نکھری رنگت اور نوکیلی رعب دار موچھوں کے ساتھ مردانہ وجاہت کا شاندار شاہکار تھے اس لیے امریکہ کے گوروں میں تیزی سے مقبول ہو رہے تھے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو 87/88 میں امریکہ گئیں تو انہوں نے اصرار کر کے انہیں واپس آنے اور سندھ کی سیاست میں کردار ادا کرنے پر آمادہ کر لیا کہا جاتا ہے کہ ایسا بھی محترمہ نے اپنے شوہر آصف زرداری کی سفارش پر کیا تھا وہ اکثر بڑے فخر سے بتاتے تھے کہ جس روز میری فلائٹ کراچی میں اتری اسی روز جنرل ضیا کا جہاز بہاول پور میں حادثہ کا شکار ہوا تھا ان کے والد آغا صدرالدین درانی سندھ اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر رہے جبکہ چچا آغا بدرالدین قیام پاکستان کے وقت سندھ اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر تھے اور پاکستان سے الحاق کی سائیں جی ایم سید کی قرار داد میں پیش پیش تھے ان کا خاندان 3 صدیاں قبل افغانستان سے برصغیر آیا اور پھر محلّہ آوروں کے ساتھ واپس جانے کی بجائے سندھ میں ہی ٹھر گیا اور شکار پور اور جیکب آباد کے درمیان ایک چھوٹے سے مگر ترقی یافتہ قصبے گڑھی یاسین کو اپنا مسکن بنا لیا ایک قلعہ نما چہار دیواری بنا کر پورا کنبہ اس میں رہائش پذیر ہوا یہ اصلی پٹھان اور لڑاکا قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اس لیے اس مشکل علاقہ میں بھی جلد ہی ان کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ علاقہ کے بڑے زمیندار گھرانہ کی حیثیت سے مشہور ہو گئے مشکل علاقہ اس لیے کہا کہ شکار پور سے جیکب آباد تک زیادہ تر جنگجو لڑاکا بلوچ قبائل آباد ہیں 20 ویں صدی تک سرداروں کی سطح پر ان میں رشتہ داریاں بن رہی ہوتی تھیں مگر عین اسی لمحے نچلی سطح پر خونریز جھگڑے چل رہے ہوتے تھے جس میں ہر ایک جھگڑے میں 8/10 بندوں کا مر جانا تو معمولی بات تھی ایسے علاقہ میں دھاک کے ساتھ رہنا بذات خود بڑا کارنامہ تھا پھر درانی قبیلہ جنگجو اور لڑاکا بھی مشہور ہو گئے اور غیر اعلانیہ (معاشی اور ذہنی) سلطنت بھی قائم کر لی ہوا یوں کہ پھر علاقہ کی بڑے زمینداری کے علاوہ ان کی نئی نسل اعلیٰ تعلیم کی طرف راغب ہو گئی جبکہ اس علاقہ کے طاقت ور بلوچ قبائل کے صرف سرداروں کے سکا دھلکا بچے ہی تعلیم حاصل کرتے تھے اور قبیلہ جہالت میں ڈوبا رہتا تھا مگر درانی بحیثیت قبیلہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے حکومتوں میں اہم مناصب حاصل کرتے رہے جس سے یہ مہذب بھی ہو گئے اور علاقہ میں ان کا اثر و رسوخ بھی بڑھتا گیا اس درانی قبیلہ کی 21 ویں صدی کے فرزند آغا سراج درانی ہونہار ہونے کے ساتھ اثر و رسوخ اور صوبہ سندھ کی سیاست میں منفرد مقام حاصل کر گئے ان کی ملن سار فقیرانہ عادات نے انہیں شکار پور سے نکال کر پورے سندھ کی مقبول شخصیت بنا دیا وہ جب بھی سندھ کابینہ میں وزیر بنتے ان کی کھلی کچہریاں عام اور مظلوم لوگوں کو اپنی طرف راغب کرتیں ان کے دفتر میں کبھی پروٹوکول نہیں دیکھا ہر شخص ہر وقت ان سے مل سکتا تھا پھر وہ غریبوں کے مسائل حل کرنے میں نہ صرف دل چسپی لیتے تھے بلکہ اپنی جیب سے بھی ضرورت مندوں کی مدد کرتے تھے جس سے ان کی شہرت اور عزت میں اضافہ ہوا اور وہ صوبہ کی مقبول ترین شخصیات کی صف اول میں آ گئے یہی وجہ تھی کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد بننے والی حکومت میں وہ سندھ کی وزارت اعلیٰ کے لیے زرداری صاحب کے پسندیدہ امیدوار بن گئے تھے یہ بھی بڑا دل چسپ قصہ ہے چہ جائیکہ آصف زرداری پارٹی کی بظاہر کمان سنبھال چکے تھے مگر پارٹی کی سینیر قیادت انہیں قبول کرنے کو ذہنی طور پر تیار نہ تھی اور اندرون خانہ سنجیدہ چپقلش موجود تھی پھر بی بی کے سوئم میں دکھائے گئے جانشینی کے خط کی ایک جھلک پر بھی مخدوم امین فہیم اور خورشید شاہ جیسے سینیر رہنما بھی اعتبار کرنے کو تیار نہ تھے انہوں نے سوئم کے جذباتی ماحول میں اعتراض تو نہ کیا مگر

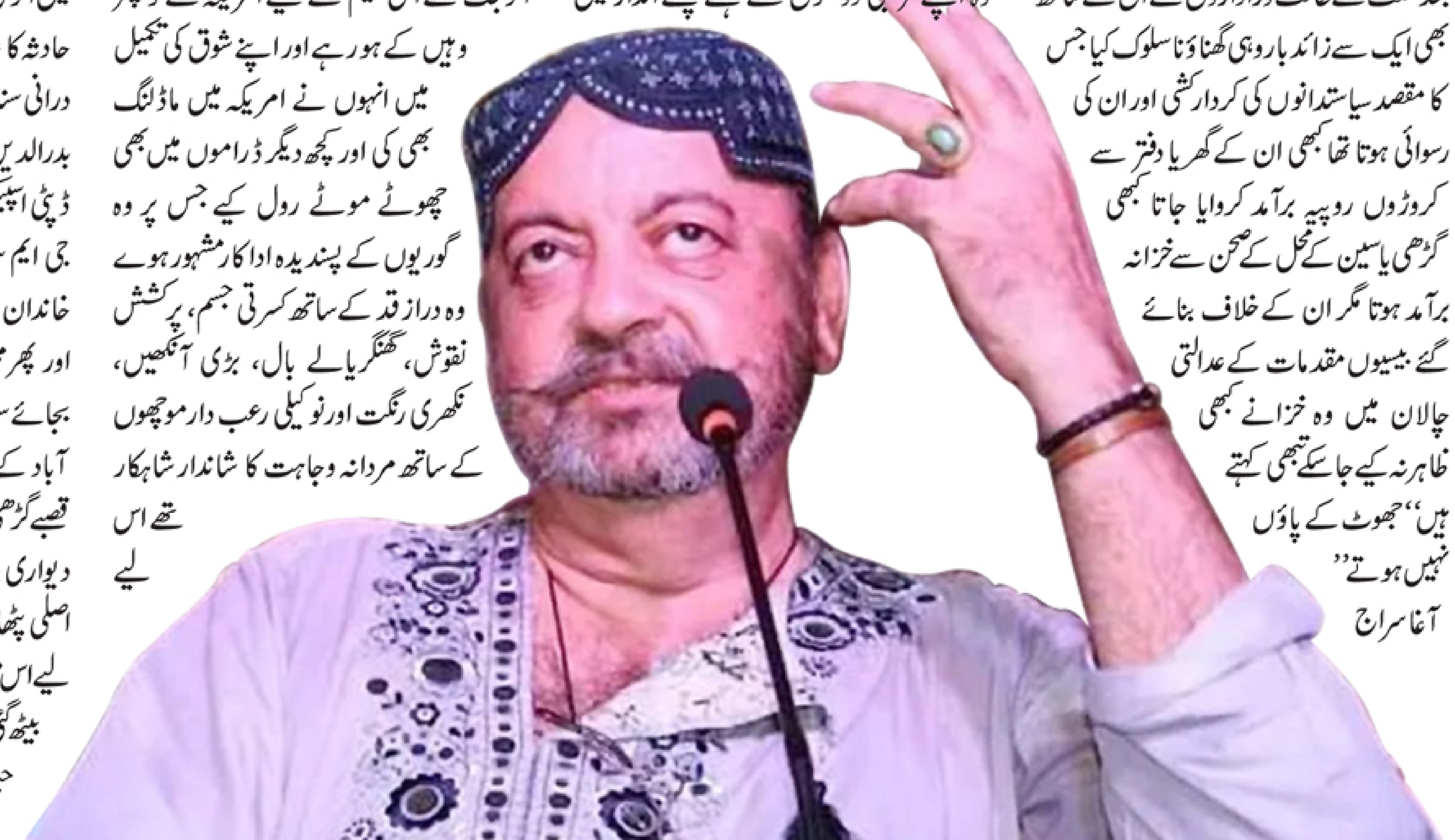

ان کے چہرہ کے تاثرات اور بعد کے رویہ نے زرداری صاحب کو پریشان کردیا، جبکہ ان ہی سینیئرز کو بی بی کی قربت کی وجہ سے معلوم تھا کہ محترمہ بےنظیر پرویز مشرف کے دور میں ملک بدری کے دوران اور وطن واپسی پر بھی ماضی کے تجربات کے باعث آصف زرداری کی پارٹی یا سیاست میں مداخلت کے خلاف تھیں اور اس مسلہ پر میاں بیوی کے تعلقات میں بی بی کی شہادت تک سردمہری بھی پائی جاتی رہی جس کی وجہ سے آصف زرداری پارٹی کی کمان سنبھالنے کے باوجود اپنے آپ کو بہت کمزور محسوس کر رہے تھے اور بعض سیاسی مبصرین کے بقول یہی وجہ تھی کہ ملکی طاقت ور اسٹیبلشمنٹ کی ہمدردیاں سمیٹنے اور طاقت کے ایک بڑے مرکز کو اپنے ساتھ ملانے کو ذہین ترین آصف نے ترپ کا شاندار پتہ کھیلتے ہوئے سوئم کے سوگ اور پاکستان مخالف غصہ سے بھرے جذباتی اجتماع میں بھی ''پاکستان کھپے'' کا نعرہ لگایا جو بعد میں ان کے بہت کام آیا، سینیر پارٹی قیادت جانتی ہے کہ سوئم کے فورن بعد آصف علی زرداری سکھر پہنچے اور انہوں نے سکھر ہاؤس میں

اور شریف النفس سیاستداں سب سے بڑی کرسی کی بازی ہار گیا اور باقی زندگی آصف زرداری کی ناراض گی کا نشانہ بنتے ہوئے گزار کر اس دنیا سے کوچ کرگیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس خطرے سے نپٹ کر زرداری صاحب نئی حکومت کی تشکیل کے لیے اسلام آباد پہنچے اور انہوں نے پارٹی کی اہم اور طاقت ور مشاورتی کمیٹی (سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی) کا اجلاس بلالیا اب یہ نہیں معلوم کہ اجلاس کے دوران یا اس سے ہٹ کر انہوں نے آغا سراج درانی جو مشکل کی اس گھڑی میں مسلسل سائے کی طرح ان کے ساتھ تھے کو کہا کہ وہ تیاری کریں اگلے وزیر اعلی سندھ وہ ہوں گے کوئی شب کے 11 یا 12 بجے ہوں گے کہ مجھے آغا جاوید کا فون آیا کہ میں آغا سراج درانی کا پیغام لے کر آرہا ہوں آپ دفتر میں رکیں آغا جاوید (مرحوم) وہ جذباتی جیالا تھا جس نے محترمہ بےنظیر کی شہادت کے بعد ان پر تبرا کرنے والے اس وقت کے وزیر اعلی ارباب غلام رحیم کو سندھ اسمبلی کی گیلری میں جوتا مارا تھا جس پر وہ جیل بھی گیا اور پولیس تشدد کا نشانہ بھی اور پارٹی میں اسے ہیرو کا درجہ ملا وہ آغا سراج

> آغا سراج درانی دوستوں کے دوست مشہور تھے جبکہ ان کی اصل وجہ شہرت صدر مملکت آصف زرداری سے ان کی بچپن کی دوستی تھی وہ ذولفقار مرزا کی طرح میٹرک سے زرداری کے کلاس فیلو بھی رہے اور بہت سے دوستوں کے بقول ان کی موت کی بڑی وجہ زرداری صاحب کا گزشتہ کئی برسوں سے ان کے ساتھ سرد رویہ بھی تھا جس کا انہیں صدمہ تھا اور وہ اپنے قریبی دوستوں سے ہلکے پھلکے انداز میں اس پر شکوہ بھی کرتے تھے

اسلام الدین شیخ کے ہاں دو روز قیام کر کے سید خورشید شاہ کو رام کیا اس کارنامے کا زیادہ سہرا اسلام الدین شیخ کو جاتا ہے جس کا ثمر پہلے وہ اور اب ان کے بیٹے سمیٹ رہے ہیں یہ معرکہ سر کرنے کے بعد زرداری صاحب نے مخدوم امین فہیم پر کام شروع کیا مگر وہ زرداری کی کمزوری سے کھیلتے ہوئے وزارت عظمی سے کم پر بات کرنے کو تیار نہ تھے اور آصف انہیں نظر انداز یوں نہ کر سکتے تھے کہ ان کے ساتھ سندھ کے ارکان اسمبلی اور پارٹی کی اہم قیادت یک زبان تھی یہی وجہ تھی کہ بقول مخدوم جاوید ہاشمی کے نواز شریف کی قیادت میں محترمہ بےنظیر کی تعزیت کے لیے نوڈیرو لاڑکانہ جانے والے ن لیگ کے تین رکنی وفد سے زرداری صاحب نے درخواست کی کہ وہ مخدوم امین سے ان کی جان چھڑائیں بقول جاوید ہاشمی کے وہاں تعزیت کا سوگوار ماحول تھا ہی نہیں بلکہ اقتدار کی بندر بانٹ کے لیے توڑ جوڑ زوروں پر تھا، بعدازاں انتخابات کے بعد ہی زرداری صاحب کی فرمائش پر خواجہ آصف نے اسلام آباد پہنچ کر یہ بیان داغ دیا کہ اگر پی پی نے مخدوم امین فہیم کو وزارت عظمی کے لیے نام زد کیا تو ن لیگ ان کی حمایت نہیں کرے گی یوں زرداری صاحب نے ترپ کا ایک پتہ اور کھیل کر وزارت عظمی کے سب سے مضبوط امیدوار کو متنازعہ کر کے مخدوم امین کو پارٹی میں بےاثر کردیا، ملکی سیاست کا انتہائی نفیس

درانی کی برادری سے اور ان کا قابل اعتماد کارکن تھا اس نے آتے ہی پھولی ہوئی سانس کے ساتھ بتایا کہ زرداری صاحب نے آغا سراج کو سندھ کی وزارت اعلی کے لیے نامزد کردیا ہے اس کی خبر چلانی ہے مینے اس کی مخالفت کرتے ہوئے آغا سراج سے جاوید کے نمبر سے ہی بات کی اور انہیں اس کے نقصان دہ مضمرات سے آگاہ کیا اور کہا کہ اس مرحلے پر خبر کی اشاعت نقصان دہ ہوگی سندھ میں طاقت ور سید لابی کے علاوہ سید قائم علی شاہ موجود تھے جو محترمہ بےنظیر کا بھی انتخاب رہے تھے پھر وہ حالیہ الیکشن میں پیر پاگارا کو ہرا کر بھاری اکثریت سے انتخاب جیتے تھے اس کے علاوہ بھی کچھ دیگر خطرات میں محسوس کر رہا تھا مگر آغا سراج خبر شائع کرنے پر بضد تھے وہ بہت پرجوش اور جذباتی ہو رہے تھے مینے ان کے اصرار پر خبر شائع کردی جو روزنامہ آج کل میں صفحہ اول پر سنگل چھپی میں ان دنوں اس اخبار کا کراچی میں چیف رپورٹر تھا یہ اخبار نجم سیٹھی اور سلیمان تاثیر نے مل کر نکالا تھا یہ منفرد اسلوب اور خبروں کی ترسیل کے نئے انداز کی وجہ سے روز بروز مقبول ہو رہا تھا دوسرے روز یہی خبر کئی چینلز میں نشر اور اخبارات میں چھپی جس پر سیاسی حلقوں میں عموما اور پی پی میں خصوصا ہلچل مچ گئی وزارت اعلی کے تین چار دیگر اُمیدواروں نے توڑ جوڑ شروع کردیا۔

پریس کلب میں سینئر صحافی عارف الحق عارف کے اعزاز میں تقریبِ پذیرائی

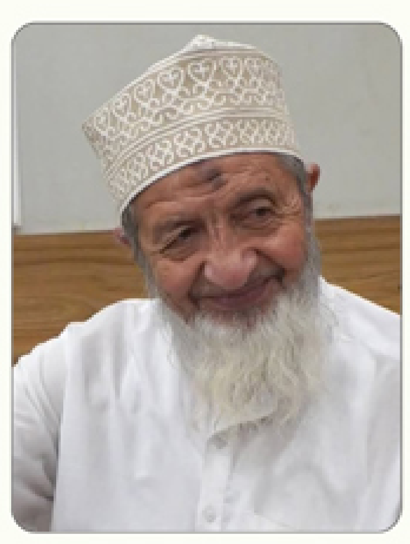

کنزیومرواچ رپورٹ

کراچی پریس کلب کے زیر اہتمام امریکہ سے خصوصی دورے پر آئے ہوئے سینئر صحافی و معروف کالم نگار، سابق چیئر مین سنسر بورڈ جیو نیوز و سابق چیف رپورٹر روزنامہ جنگ عارف الحق عارف کے اعزاز میں تقریب پذیرائی کا انعقاد کیا گیا۔ سیکریٹری کراچی پریس کلب سہیل افضل خان، خازن عمران ایوب، جوائنٹ سیکریٹری محمد منصف، ممبر گورننگ باڈی قاضی محمد یاسر نے مہمان خصوصی عارف الحق عارف سمیت تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا اس موقع پر مہمان خصوصی کو سندھ کی عظیم ثقافت سندھی اجرک کا تحفہ اور یادگاری شیلڈ بھی پیش کی گئی۔ پروقار تقریب میں عارف الحق عارف کے دور طالب علمی کے دوست و نائب امیر جماعت اسلامی محمد حسین محنتی خصوصی دعوت پر شریک ہوئے جبکہ نامور صحافی صدر کے یو جے دستور نصراللہ چوہدری، سیکریٹری ریحان چشتی، نائب صدر کے یو جے منصور قریشی، جوائنٹ سیکریٹری عبدالرحمٰن، سابق سیکریٹری کراچی پریس کلب و ایڈیٹر روزنامہ نئی بات مقصود یوسفی، سینئر اسپورٹس رپورٹر عبدالماجد بھٹی، سابق سیکریٹری کراچی پریس کلب عامر لطیف، سابق سیکریٹری کراچی پریس کلب محمد رضوان بھٹی، چیف رپورٹر روزنامہ نئی بات ریاض ساگر، سابق چیف رپورٹر روزنامہ دنیا عابد حسین، سینئر رپورٹر روزنامہ جنگ طاہر عزیز، سینئر صحافی مظفر اعجاز، نیوز ایڈیٹر روزنامہ امت چوہدری امجد ارشاد، سینئر رپورٹر جیو نیوز طارق ابوالحسن، سینئر رپورٹر عرب نیوز نعمت خان، عامر اشرف، عطا تبسم، اخگر انور اعوان، سابق جوائنٹ سیکریٹری کراچی پریس کلب ثاقب صغیر، ہیڈ آف جیو ڈیجیٹل منظر الہی، ہیڈ آف ڈان نیوز ڈیجیٹل فرحان محمد خان، ناصر احمد، عبدالجبار ناصر، فاروق سمیع، کلیم، اظفر وقاص عباسی سمیت صحافیوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عارف الحق عارف نے کہا کہ کراچی پریس کلب ہمیشہ سے صحافت کا مرکز اور آزادی اظہارِ رائے کا مضبوط قلعہ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیرونِ ملک رہنے کے باوجود ان کا دل ہمیشہ اپنے ادارے اور ساتھی صحافیوں کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ عارف الحق عارف نے کراچی پریس کلب کی مجلسِ عاملہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس عزت افزائی نے ان کے دیرینہ رشتے کو مزید مضبوط کر دیا ہے۔ اس موقع پر کراچی پریس کلب کے سیکریٹری سہیل افضل خان نے کہا کہ عارف الحق عارف جیسے سینئر صحافی ہماری صحافتی برادری کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عارف صاحب نے ہمیشہ صحافت میں پیشہ ورانہ اصولوں اور شفافیت کو ترجیح دی، اور نوجوان صحافیوں کے لیے ایک مثال قائم کی۔ انہوں نے کہا کہ کراچی پریس کلب اپنے سینئر اراکین کی خدمات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔

Over 185K Followers on social media now shining in print too

چین.. میرج مارکیٹ سے ون چائلڈ پالیسی تک

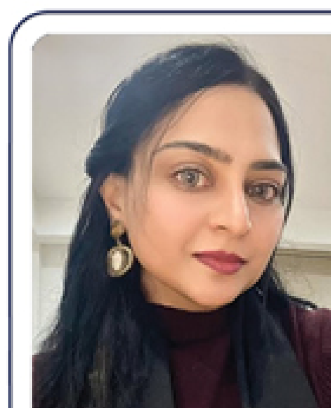
نئے جہاں کی تلاش
ارم زہرا (وینزو، چین)

صبح کی دھوپ پارک کی راہوں پر چھن رہی تھی اور ہوا میں خوشبو کے ساتھ امید کے لمس گھل رہے تھے۔ بیجنگ کی صبحیں اب اجنبی نہیں رہیں۔ درختوں پر لگے سرخ فانوس جیسے خوشی کے چھوٹے چھوٹے خواب ہوا میں جھولتے ہیں، اور راستوں پر چلتے لوگ اپنے دن کی تیز رفتار داستانوں میں گم۔ مگر ایک صبح میں نے ایک ایسا منظر دیکھا جس نے میری سوچ کے دھارے بدل دیے ''میرتج مارکیٹ''۔

یہ ایک عام پارک تھا، مگر اس دن وہاں انسان نہیں، جیسے ''امیدیں'' ٹہل رہی تھیں۔ درختوں کے نیچے سفید کاغذوں کی قطاریں لگی تھیں۔ ان پر نام نہیں، جیسے تعارف کے تراشے تھے۔ عمر، قد، تعلیم، آمدنی، اور اپارٹمنٹ کی تفصیل۔ ہر صفحہ ایک خواہش کا اشتہار تھا۔ میں ایک گوشے میں کھڑی سب دیکھتی رہی۔

چین کے بزرگ والدین، اپنے ہاتھوں میں رنگین فولڈر تھامے، ایک انجانی سنجیدگی کے ساتھ چل پھر رہے تھے۔ ان کی نظریں جیسے کاغذوں سے زیادہ خوابوں کو پڑھ رہی تھیں۔ کہیں ایک ماں کسی دوسرے باپ سے پوچھتی۔

''آپ کی بیٹی کا کام کہاں ہے؟''

اور جواب آتا،

''بینک میں، مگر اب تک شادی نہیں ہوئی۔''

ان کے لہجوں میں نہ طنز تھا، نہ حسرت، بس ایک ذمہ داری کا احساس۔ جیسے شادی صرف دو دلوں کا نہیں بلکہ دو نسلوں کی تسکین کا معاملہ ہو۔ میں نے ایک بزرگ خاتون کو دیکھا جو بار بار اپنے بیٹے کا پروفائل سیدھا کر رہی تھیں، جیسے کسی نایاب خزانے کی نمائش ہو۔ ان کی آنکھوں میں وہی چمک تھی جو ہماری ماؤں کے چہروں پر ''رشتہ دیکھنے'' کے موقع پر ہوتی ہے۔

میں نے سوچا، رشتے تلاش کرنے کا انداز بدل جاتا ہے، مگر انسان کی تنہائی کا درد شاید ہر زبان میں ایک سا ہوتا ہے۔ بیجنگ کے اس پارک میں، جہاں ہر درخت پر ہوا بجتی تھی، میں نے محسوس کیا کہ محبت اب بھی ایک تلاش ہے۔ بس طریقے بدل گئے ہیں۔

ایک نوجوان لڑکی، شاید کسی والدین کی ''پیش کش'' بننے سے تنگ، ایک طرف بینچ پر بیٹھی موبائل پر مسکرا رہی تھی۔ شاید کسی دوست سے بات کر رہی تھی، یا کسی ایسے انسان سے جو ان فہرستوں سے آزاد ہو۔ میں نے دل میں کہا

''محبت کاغذ پر نہیں لکھی جاتی، وہ تو نظر کے ایک لمحے میں جنم لیتی ہے۔''

شنگھائی یا بیجنگ ہو، لاہور یا کراچی، دلوں کی زبان ایک ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہاں رشتے پراپرٹی، آمدنی اور ڈگریوں کے درمیان تولے جاتے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا

''محبت اب بھی زندہ ہے، مگر شاید وہ بھی کسی فائل میں محفوظ ہوگئی ہے۔''

پارک کے درختوں کے نیچے کھڑے وہ لوگ، جن کے چہرے وقت اور خواہش کے درمیان کہیں ٹھہرے تھے، مجھے ایسے لگے جیسے کسی پرانی نظم کے مصرعے ہوں۔ ادھورے مگر خوبصورت۔

مگر کیا ان پارکوں میں لگنے والی ''میریج مارکیٹ'' سے ہونے والی شادیاں کامیاب بھی ہوتی ہیں؟

چینی تاریخ کے اوراق کھولیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت نئی نہیں۔ صدیوں پہلے، جب بادشاہوں کا زمانہ تھا، تب بھی رشتوں کا بندھن خاندانی وقار، دولت اور سماجی مرتبے کی بنیاد پر باندھا جاتا تھا۔ مگر جدید دور میں یہ ''میرتج مارکیٹ'' تقریباً انیس سو نوے کی دہائی میں دوبارہ اُبھر کر سامنے آئی۔ جب شہروں کی زندگی تیز ہوئی، مگر تنہائی نے دلوں کو آہستہ آہستہ گھیر لیا۔

آج بھی ہر ہفتے کے آخر میں سینکڑوں والدین اپنے بچوں کے تعارف کے پوسٹر لیے پارکوں میں آتے ہیں۔ میں نے کئی بار انہی میں بیٹھ کر دیکھا۔ کوئی ماں فخر سے بیٹی کی ماسٹرز ڈگری کا ذکر کرتی ہے، کوئی باپ بیٹے کی سالانہ آمدنی پر زور دیتا ہے۔ اور میں دل ہی دل میں سوچتی ہوں۔ محبت کب سے حساب کتاب بن گئی؟

ایک بار میری ملاقات ایک چینی خاتون سے ہوئی۔ لی چن۔ وہ ہنستے ہوئے کہنے لگیں ''میری شادی بھی اسی مارکیٹ سے طے ہوئی تھی۔ پہلے تو اجنبی تھے، مگر اب وہ میرا بہترین دوست ہے۔''

میں نے حیرت سے پوچھا، ''کیا تمہیں یہ رشتہ پسند تھا؟''

وہ مسکرا کر بولی: ''پسند بعد میں آتی ہے، پہلے ذمہ داری آتی ہے۔''

یہ جملہ میرے دل میں اتر گیا۔ شاید ان الفاظ کی کامیابی اسی فلسفے میں چھپی ہے۔ یہاں محبت کو پیدا کیا جاتا ہے، تلاش نہیں کیا جاتا۔

چینی معاشرے میں شادی صرف دو افراد نہیں بلکہ دو خاندانوں کا معاہدہ سمجھی جاتی ہے۔ اس لیے ان رشتوں میں برداشت، صبر، اور سماجی ہم آہنگی زیادہ نظر آتی ہے۔

لیکن پھر بھی، ہر شادی کہانی نہیں بنتی۔ کچھ جوڑے ایک دوسرے کے ''پروفائل'' کے حساب سے تو مل جاتے ہیں، مگر دل کے حساب سے نہیں۔ ایسے لوگ وقت کے ساتھ الگ راستے اختیار کر لیتے ہیں۔

میں نے ایک چینی دوست سے پوچھا ''کامیاب شادی کیا ہوتی ہے؟''

وہ ہنسی، ''کامیاب شادی وہ ہے جو نبھ جائے، چاہے محبت بعد میں پیدا ہو۔''

میں سوچنے لگی۔ ہمارے ہاں بھی تو اکثر یہی ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم خواب سے رشتہ شروع کرتے ہیں، اور وہ رشتہ بنا کر خواب تلاش کرتے ہیں۔

چین کی ''میریج مارکیٹ'' وقت کی دھول میں ڈھلتی ایک قدیم روایت ہے، مگر اس کے پسِ منظر میں انسانی ضرورت اور تنہائی کا سچ چھپا ہے۔ شاید اس پارک کے درختوں کے نیچے صرف رشتے نہیں بنتے، بلکہ کہانیاں جنم لیتی ہیں۔ کہانیاں ان لوگوں کی جو محبت کو قسمت نہیں، فرض سمجھ کر نبھاتے ہیں۔

بیجنگ کی خزاں اس برس کچھ اور ہی رنگ لے کر آئی ہے۔ درختوں سے گرتے پتے جیسے وقت کے پرانے فیصلے ہوں، جو ہر سال بدلتے نہیں، بس نئے موسم میں دوبارہ دہرائے جاتے ہیں۔ اسی موسم میں، ایک شام، میں اپنی چینی دوست می لی سے ملی۔ اس کی آنکھوں میں اداسی تھی، مگر لبوں پر ایک ہلکی سی خود اعتمادی کی مسکراہٹ۔

چائے کے کپ کے ساتھ اس نے کہا، ''میں اب تیس برس کی ہوگئی ہوں، اور میرے والدین فکر مند ہیں۔ وہ کہتے ہیں، اگر اب شادی نہ کی تو میں 'Sheng Nü' بن جاؤں گی یعنی 'بچ جانے والی عورت''

میں نے چونک کر پوچھا، ''یہ اصطلاح اتنی عام ہے؟''

وہ ہنس دی، مگر وہ ہنسی خالی تھی۔ بولی، ''ہاں، ٹی وی، اخبارات، حتیٰ کہ دفاتر میں بھی لوگ ایسے الفاظ بول دیتے ہیں، جیسے عورت کی زندگی کا مقصد صرف شادی ہو۔''

اس کے الفاظ میرے دل میں اتر گئے۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ ''WomenLeftover'' صرف ایک معاشرتی اصطلاح نہیں بلکہ ایک دباؤ، ایک احساسِ جرم ہے جو ان تعلیم یافتہ، خودمختار خواتین کے کندھوں پر رکھا گیا ہے۔

میں نے کئی چینی خواتین کو دیکھا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ، اچھی نوکریوں والی، مگر دل میں ایک انجانا خوف چھپا ہوا۔ خوف اس بات کا کہ معاشرہ ان کے فیصلے کو قبول نہیں کرے گا۔

یہ وہی ملک ہے جہاں چند دہائیاں پہلے ایک بچے کی پالیسی نے لڑکیوں کے وجود کو کم کر دیا تھا، اور اب وہی معاشرہ کہتا ہے کہ عورتوں کو شادی کرنی چاہیے تاکہ آبادی کا توازن بحال ہو۔ وقت کے تضاد نے عورت کو ایک سماجی علامت بنا دیا ہے۔

Over 185K Followers on social media now shining in print too

کبھی ضرورت، کبھی ذمہ داری۔

میں نے ''می لی'' سے پوچھا، ''کیا تم شادی نہیں کرنا چاہتیں؟''

اس نے آہستہ سے کہا، ''شادی چاہتی ہوں، مگر اپنی شرطوں پر۔ میں کسی کے لیے اپنی پہچان نہیں کھونا چاہتی۔''

اس کے لہجے میں وہی عزم تھا جو ہمارے ہاں کسی شاعرہ کے مصرعے میں چھلکتا ہے۔

میں نے سوچا، شاید یہ خواتین ''بچ'' نہیں گئیں، بلکہ رک گئیں، سوچنے کے لیے، جینے کے لیے، خود کو پہچاننے کے لیے۔

ہم اکثر انہیں تنہا سمجھتے ہیں، مگر دراصل وہی عورتیں سب سے مضبوط ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی کی باگیں خود سنبھالی ہیں۔

اس شام پارک کی روشنیوں میں چلتی می لی کے قدموں میں ایک نرمی تھی، مگر اس کے وجود میں پختگی کا وزن۔ میں نے دل میں سوچا

''یہ عورتیں باقی نہیں رہ گئیں، یہ آگے بڑھ گئی ہیں۔ ان کے خواب اب کسی کے نام پر نہیں، اپنے وجود پر لکھے ہیں۔''

بیجنگ کی رات کے آسمان پر جھلملاتے فانوسوں کے بیچ میں، میں نے محسوس کیا کہ عورت کی آزادی کا سفر کہیں بھی آسان نہیں۔ مگر چین ہو یا پاکستان جب عورت خود کو مان لیتی ہے، تب ہی وہ دنیا سے سچ مچ جیت جاتی ہے۔

مجھے کبھی کبھی لگتا ہے کہ محبت یہاں اب ایک نئی زبان بولتی ہے۔ وہ زبان جس کے الفاظ ڈیجیٹل ہیں، اور احساسات تھوڑے خاموش۔

ایک دن میں اپنی چینی دوست ژو یانگ کے ساتھ چائے پی رہی تھی۔ وہ انجینئر ہے، مگر باتوں میں شاعرہ لگتی ہے۔

کہنے لگی، ''محبت اب یہاں آسان نہیں رہی۔ ہم سب اپنے خوابوں میں اتنے مصروف ہیں کہ کسی کے دل کی دستک سننے کا وقت ہی نہیں۔''

میں نے مسکرا کر کہا، ''تو کیا محبت ختم ہو گئی؟''

وہ بولی، ''نہیں، وہ بدل گئی ہے۔ پہلے لوگ کسی کے ساتھ جینا چاہتے تھے، اب کوئی ایسا چاہتے ہیں جوان کے ساتھ چل سکے۔''

میں نے محسوس کیا کہ چینی معاشرہ، جو کبھی روایتوں کی دیواروں میں بند تھا، اب رفتہ رفتہ احساس کی نئی شکلیں تراش رہا ہے۔

یہاں کے نوجوان اب شادی کو ''ضرورت'' نہیں بلکہ ''انتخاب'' سمجھنے لگے ہیں کچھ اب بھی والدین کی مرضی کے آگے سر جھکاتے ہیں، مگر کئی ایسے ہیں جو کہتے ہیں۔ ''میں اس سے شادی نہیں کر سکتا جسے میں جانتا نہیں، چاہے وہ کتنا ہی مناسب کیوں نہ ہو۔''

چینی مردوں میں ایک نرمی ہے، مگر ساتھ ہی ایک عجیب سی الجھن بھی۔

وہ جانتے ہیں کہ عورتیں اب خود مختار ہو چکی ہیں، مگر ان کے دل اب بھی روایتی تربیت کے قیدی ہیں۔

میں نے ایک نوجوان سے پوچھا، ''تم شادی کیوں نہیں کرتے؟''

وہ مسکرا کر بولا، ''کیونکہ میں اب ایسی لڑکی چاہتا ہوں جو مجھ سے نہیں، میرے جیسی ہو۔''

یہ جملہ میرے دل میں دیر تک گونجتا رہا۔

یہی فرق شاید آج کے چین اور کل کے چین میں ہے۔ اب یہاں محبت ''مکمل ہونے'' کے لیے نہیں، بلکہ ''ایک ساتھ بہتر بننے'' کے لیے کی جاتی ہے۔

میں اکثر سوچتی ہوں۔ ہم پاکستانی عورتیں محبت کو خواب سمجھ کر پوجتی ہیں، اور چینی عورتیں محبت کو حقیقت مان کر پرکھتی ہیں۔

یہاں کے لوگ کم بولتے ہیں، مگر عمل میں محبت کا انداز رکھتے ہیں۔

کسی کے لیے بارش میں چھتری تھام لینا، یا چپ چاپ کسی کے لیے گرم چائے رکھ دینا۔ یہ ان کی خاموش محبت کے طریقے ہیں۔

رات کے وقت، جب میں اپنے اپارٹمنٹ کی کھڑکی سے باہر دیکھتی ہوں،

تو نیون لائٹس میں چلتے جوڑوں کو دیکھ کر محسوس کرتی ہوں کہ محبت اب بھی زندہ ہے، بس وہ پہلے جیسی شور مچانے والی نہیں رہی—

اب وہ خاموش، سمجھدار، اور تھوڑی سی تنہا ہو گئی ہے۔

محبت چین میں اب ایک سادہ فقرہ نہیں رہی۔ یہ اب ایک انتخاب ہے، ایک سمجھوتہ بھی، اور ایک سفر بھی۔ بالکل ویسا جیسے ہم سب کا اپنا سفر۔

اب مجھے بیجنگ کی گلیاں اجنبی نہیں لگتیں، اور یہاں کے چہرے اب کتابوں کے کردار نہیں کہانیاں لگتے ہیں۔

مگر ان کہانیوں میں ایک خاموشی ہے، جو میں ہر جگہ محسوس کرتی ہوں۔

یہ وہی خاموشی ہے جو چین کی ''One Child Policy'' نے نسلوں کے دلوں میں بو دی ہے۔

میں نے پہلی بار اس پالیسی کے بارے میں سنا تو حیران ہوئی۔ ایک ایسا ملک جہاں ہزاروں سال سے خاندان، نسل اور وراثت کو سب سے بڑی نعمت سمجھا جاتا تھا، وہاں حکومت نے 1979 میں اعلان کیا کہ ہر جوڑے کو صرف ایک بچہ پیدا کرنے کی اجازت ہو گی۔

وجہ سادہ تھی۔ بڑھتی ہوئی آبادی، وسائل کی کمی، اور مستقبل کا خوف۔

لیکن وقت کے ساتھ یہ فیصلہ زندگی کی ساخت بدل گیا۔

یہاں ایک چینی دوست، ''چن یو''، اکثر کہتا ہے کہ ''میں اکلوتا ہوں۔ بچپن میں جب بھی بیمار ہوتا، ماں روتی تھی کہ اگر مجھے کچھ ہوا تو وہ اکیلی رہ جائے گی۔''

اس کے لہجے میں دکھ نہیں، ایک تھکن تھی۔

ایسا دکھ جو شاید صرف وہی سمجھ سکتا ہے جو والدین کی واحد امید ہو۔

میں نے دیکھا کہ یہاں کے بیشتر نوجوانوں پر ذمہ داری کا بوجھ ان کی عمر سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ اپنے

والدین، دادا دادی سب کے واحد سہارا ہیں۔ ان کے چہروں پر اعتماد ہے، مگر دل کے اندر ایک خوف کہ اگر وہ ناکام ہوئے، تو پورا خاندان ٹوٹ جائے گا۔

اسی پالیسی نے معاشرتی توازن بھی بدل دیا۔

بہت سے خاندانوں نے بیٹے کو ترجیح دی، جس کے نتیجے میں آج چین میں خواتین کی کمی نمایاں ہے۔

یہی وہ سماجی دباؤ ہے جس نے ''Marriage Market'' اور ''Leftover Women'' جیسے تصورات کو جنم دیا۔

یوں لگتا ہے جیسے ایک فیصلے نے محبت، شادی اور خاندانی زندگی کے سارے زاویے بدل ڈالے۔

2015 میں حکومت نے یہ پالیسی ختم کر دی، اب دو بلکہ تین بچوں کی اجازت ہے مگر سوچ بدلنے میں نسلیں لگتی ہیں۔

میں نے کئی چینی خواتین کو کہتے سنا ''ہم آزاد ہیں، مگر اب بچے پیدا کرنا ذمے داری نہیں، انتخاب ہے۔'' یہ جملہ بتاتا ہے کہ پابندی نے سوچ کو آزاد کر دیا۔

ایک شام میں اپنے اپارٹمنٹ کی بالکنی سے شہر کو دیکھ رہی تھی۔

سڑکوں پر ہلکی بارش، روشنیوں میں بھیگی ہوئی ہوا، اور کہیں دور ایک بچہ قہقہہ لگا رہا تھا۔ میں نے سوچا، شاید یہی وہ نئی نسل ہے جو ماضی کے بوجھ سے ہلکی ہے، جو محبت اور زندگی کو نئی تعریفوں میں ڈھالے گی۔

میں نے اپنے سفرنامے کے نوٹس کا اختتام کرتے ہوئے سوچ رہی ہوں کہ انسان جب اپنی خواہشات کو نظم دیتا ہے، تو کبھی کبھی اپنے احساسات کو قید کر لیتا ہے۔

ایک بچے کی پالیسی نے چین کو منظم تو کر دیا، مگر اس کی روح میں ایک اکیلے پن کا سناٹا چھوڑ دیا ایسا سناٹا جو شاید آنے والے برسوں تک گونجتا رہے گا۔ اب یہ پالیسی ختم ہو چکی ہے، حکومت نے دو اور پھر تین بچوں کی اجازت دے دی ہے، مگر اس کے اثرات ابھی تک ذہنوں میں زندہ ہیں۔

کچھ لوگوں کے لیے آزادی آ گئی ہے، مگر ان کے دل اب بھی اس خاموش نظم کے عادی ہو چکے ہیں۔ لگتا ہے جیسے پالیسی ختم ہوئی نہیں بس شکل بدل گئی ہے، اور زندگی کے اندر کہیں دبی ہوئی اب بھی سانس لے رہی ہے۔''

میں جانتی ہوں کہ میرا یہ سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ ہر نیا دن یہاں ایک نیا باب ہے۔ کسی اجنبی کی مسکراہٹ، کسی دوست کی گفتگو، یا کسی پرانی عمارت کے سائے میں گزرا لمحہ۔ چین میرے لیے اب ایک ملک نہیں رہا، یہ ایک جیتی جاگتی داستان ہے جس میں میں خود ایک کردار ہوں،

اور شاید کچھ کہانیاں ابھی لکھی جانی باقی ہیں۔

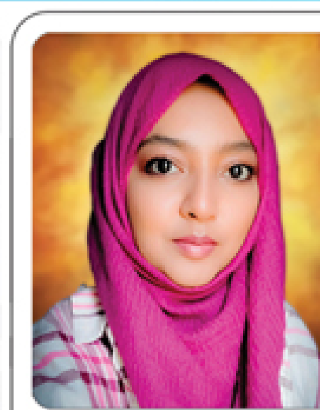

جہانِ امریکا

حمیرا گُل تشنہ

کنیکٹیکٹ کی خاموشی میں کراچی کی روح کا سُر

شکیل حیدر سے ایک ملاقات

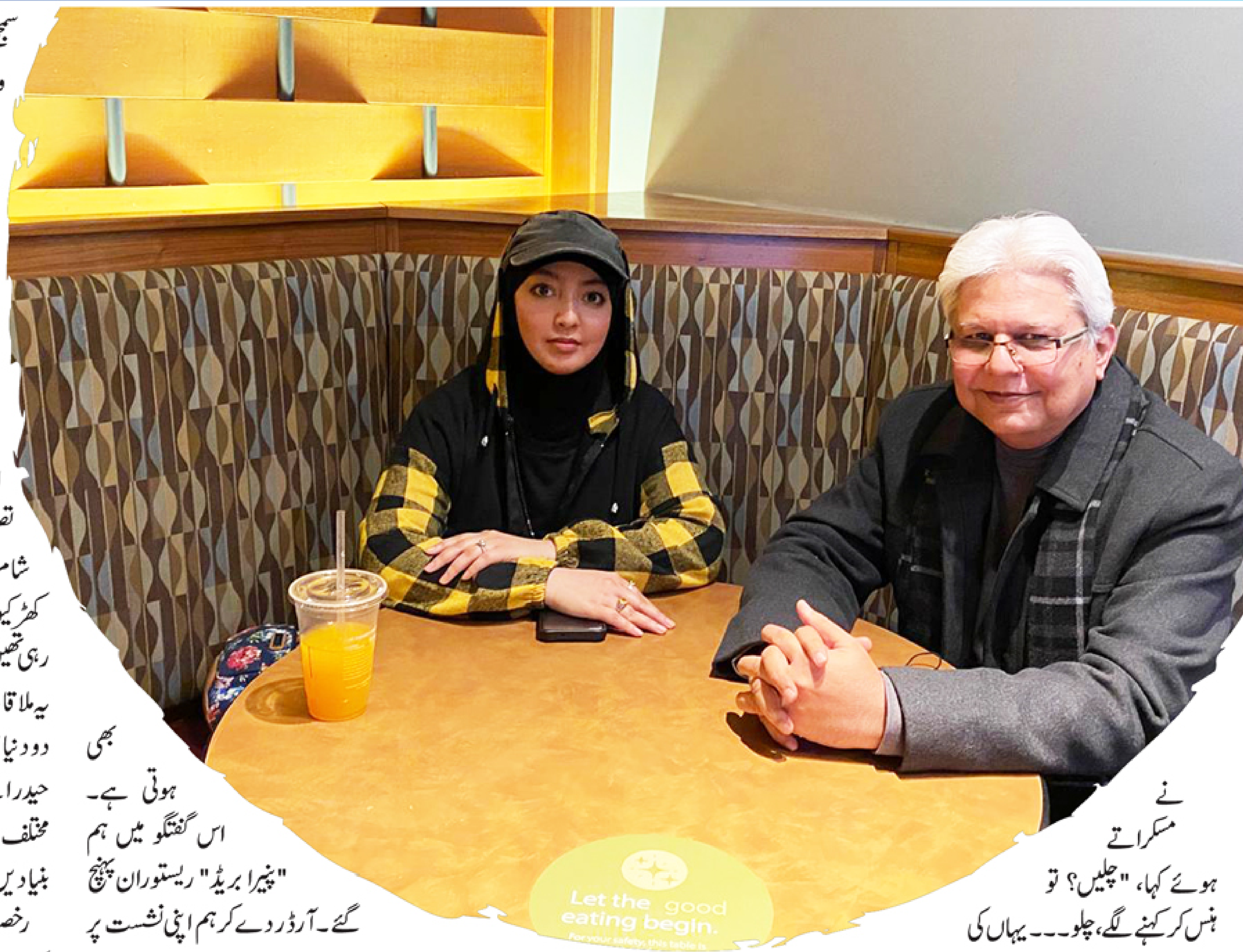

ہوا میں خنکی بڑھی ہوئی تھی جنگلی پھولوں اور گیلے پتوں کی بھیگی ہوئی خوشبو پھیلی ہوئی تھی یعنی، کنیکٹیکٹ کی وادی میں موسمِ خزاں کی صبح اپنے عروج کو تھی۔ پرانے بلوط کے درختوں کے جھنڈ تھے جن کے نیچے گھاس پر بکھرے ہوئے پیلے اور نارنجی پتے قالین کا کام دے رہے تھے۔ یہ وہ سکوت تھا جو کراچی کے رہنے والے کے لیے تھوڑی اجنبی شے ہے۔ کراچی، جو ہر لمحہ زندگی کے دھڑکنے کی آواز سے بھرپور ہوتا ہے۔ کبھی گاڑیوں کے ہارن، سائیکل پر بندھے خالی ڈبوں کی کھنک، اخبار فروشوں کی تو کبھی لوگوں کی للکارنے کی اور سمندر کی ہواؤں میں گھلے ہوئے نمکین پن کی آوازیں۔ اور یہاں یہاں تو صرف خاموشی تھی۔ ایک گہری، بسیط، اور مقدس خاموشی۔

میں کنیکٹ ٹی کٹ کے برج پورٹ کے سامنے گاڑی کے باہر کھڑی تھی۔ کہ سامنے سے آنے والا جہاز نیویارک سے مسافروں کو لے کر آیا تھا اور انھی مسافروں میں ہمارے مہمان " شکیل حیدر" بھی شامل تھے۔ تھوڑی دیر دیکھا مسافروں کی بھیڑ میں سے ایک شناسا چہرہ نمودار ہوا۔ گلابی رنگت، سفید بال، دراز قد پر سیاہ گرم کوٹ پہنے اردگرد کے ماحول سے لاپراہ دھیمی رفتار میں سامنے سے چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ پھر بے فکر انداز میں جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر سگریٹ جلائی اور ہوا میں بکھرتے دھوئیں میں کھو گئے۔ نجانے کیا سوچ رہے تھے یا شاید فضا میں کچھ کھوج رہے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر آواز دی تو چونک کر مڑے اور مسکراتے ہوئے بولے ''ارے تشنہ، کیسی ہو؟'' ہاتھوں میں سگریٹ دبائے شکیل حیدر کے چہرے پر کراچی کی دھوپ کی کہانیاں لکھی تھیں، مگر آنکھوں میں کنیکٹیکٹ کی پرسکون گہرائی سمائی ہوئی تھی۔ مسکراہٹ میں ایک عجب طرح کی نرمی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا، "چلیں؟ تو ہنس کر کہنے لگے، چلو۔۔۔ یہاں کی خاموشی پہلے دن تو بہت بھاری لگتی ہے، پھر اس کے اندر کی موسیقی سنائی دینے لگتی ہے"۔ انہوں نے کہا۔

یہی وہ جملہ تھا جس نے ہماری بات چیت کا دھارا کھول دیا۔ میں نے پوچھا کہ ایک ایسا شخص جو کراچی کی ہلچل، یا کنکریٹ کے جنگل کہہ لو (جیسا کہ انہوں نے ٹیلی فونک گفتگو میں خود اسے کہا تھا) میں پلا بڑھا، وہ اس یکسانیت اور سکوت میں کیسے ڈھل جاتا اور سکون پاتا ہے؟

وہ گاڑی کے شیشے کی دیوار کے پار کہر میں ڈوبے، بکھرتے مناظر دیکھتے ہوئے بولے، "یہ سوال تو میں روز اپنے آپ سے کرتا ہوں۔ دیکھیے، کراچی نے مجھے 'ریڈیم' سکھایا۔ وہاں ہر عمارت اپنی کہانی چلاتی ہے، ہر گلی ایک ڈرامہ ہے، ہر چہرہ ایک ناول۔ یہ سب میرے اندر کے آرٹسٹ کے لیے خام مال تھا۔ مگر جب آپ کے پاس بہت زیادہ خام مال ہو تو بعض اوقات 'شکل' ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہاں کی فضا نے مجھے 'خلاء' دیا۔ اور خلاء کے بغیر کوئی تعمیر، کوئی شاعری مکمل نہیں ہوتی۔"

اتنی گہری بات سن کر میں حیران رہ گئی۔ یقیناً یہ بات ایک ظاہری نہیں بلکہ باطنی طور پر مکمل شاعر ہی کہہ سکتا ہے اور شاید یہی ایک عالمی فنکار کی پہچان بھی ہوتی ہے۔ اس گفتگو میں ہم "پنیرا بریڈ" ریسٹوران پہنچ گئے۔ آرڈر دے کر ہم اپنی نشست پر آکر بیٹھے تو بات شاعری کی طرف مڑی تو شکیل مزید جوش میں آ گئے۔ "آرکیٹیکچر اور شاعری دراصل ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ دونوں 'خلاء' اور 'مادے' کے درمیان کھیلتے ہیں۔ ایک عمارت اینٹوں اور سیمنٹ سے بنتی ہے، مگر اس کی روح میں وہ 'خلاء' ہے جس میں آپ رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ایک نظم الفاظ سے بنتی ہے، مگر اس کا جادو ان الفاظ کے درمیان کی خاموشی میں ہوتا ہے۔ کراچی نے مجھے الفاظ دیے، اور کنیکٹیکٹ نے مجھے وہ خاموشی سکھائی جس میں وہ الفاظ جیتے ہیں۔"

میں نے پوچھا، "تو کیا آپ خود کو ایک مسافر سمجھتے ہیں یا پھر باشندہ؟"

وہ مسکرائے، "میں ایک 'پرندہ' ہوں، جس کے دو پر ہیں۔ ایک پر کراچی کی یادیں ہیں، دوسرا پر امریکا کا نظارہ۔ ایک پر سے میں اڑ نہیں سکتا۔ دونوں کی ضرورت ہے۔ ہاں، یہ سچ ہے کہ جب بہت برف پڑتی ہے اور درخت بالکل خاموش ہو جاتے ہیں، تو کراچی کے بھرے ہوئے بس اسٹاپوں کی یادیں ایک عجیب سی گرمی فراہم کرتی ہیں۔ اور جب کراچی کی گرمی اور ہجوم دم گھٹنے لگے، تو امریکہ کی وادی کی تصویر میرے دل کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔"

شام کے آخری سورج کی کرنیں ہوٹل کی کھڑکیوں سے چھن کر ہماری نشست تک پھیل رہی تھیں، ہر شے پر سنہری رنگ ڈال رہی تھیں۔ یہ ملاقات محض دو لوگوں کی ملاقات نہیں تھی، بلکہ دو دنیاؤں، دو تخلیقی عملوں کا باہمی سنگم تھی۔ شکیل حیدر اپنے آپ میں ایک ایسی عمارت تھے جو دو مختلف ثقافتی زمینوں پر کھڑی تھی، مگر اس کی بنیادیں مضبوط تھیں۔

رخصت ہوتے وقت، جب ہم وہیں کھڑے ایک پرانے درخت کے ساتھ تصویر لے رہے تھے میں درخت کی جڑوں کو دیکھنے لگی جو زمین کی تہوں میں اترتی چلی گئی تھیں، مجھے احساس ہوا کہ شکیل حیدر کی طاقت بھی یہی ہے۔ ان کی جڑیں کراچی کی گہرائیوں میں ہیں، مگر ان کی سوچ کی شاخیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان ہی ان کی تخلیقی توانائی کا بہاؤ ہے۔

ان کو واپس کنیکٹیکٹ کے برج پورٹ پر میں چھوڑنے گئی۔ وہ بس مجھ سے ملنے آئے تھے۔ یہ ہماری پہلی ملاقات تھی جس میں نہ تو اجنبیت کا کوئی احساس تھا اور نہ رسمی تعارف شامل رہا۔

شکیل حیدر کی شخصیت خود ایک شاعری تھی، ایک ایسی عمارت تھی جس میں رہنے والے خیالات پر سکون تھے، اور ایک ایسی نظم تھی جس کی لے دل کے براعظم کی دھڑکن تھی۔ میں نے سوچا، شاید جدید دور کے صوفی ایسے ہی ہوتے ہیں جو خانقاہ میں نہیں، بلکہ اپنی بنائی ہوئی دنیا میں رہتے ہیں۔ جو اپنے اندر کی دنیا کو سنتا اور اپنے باہر کی دنیا کو سمجھتا ہے۔ اور ان دونوں کے ملن سے ایک نیا جہان تعمیر کرتا ہے۔

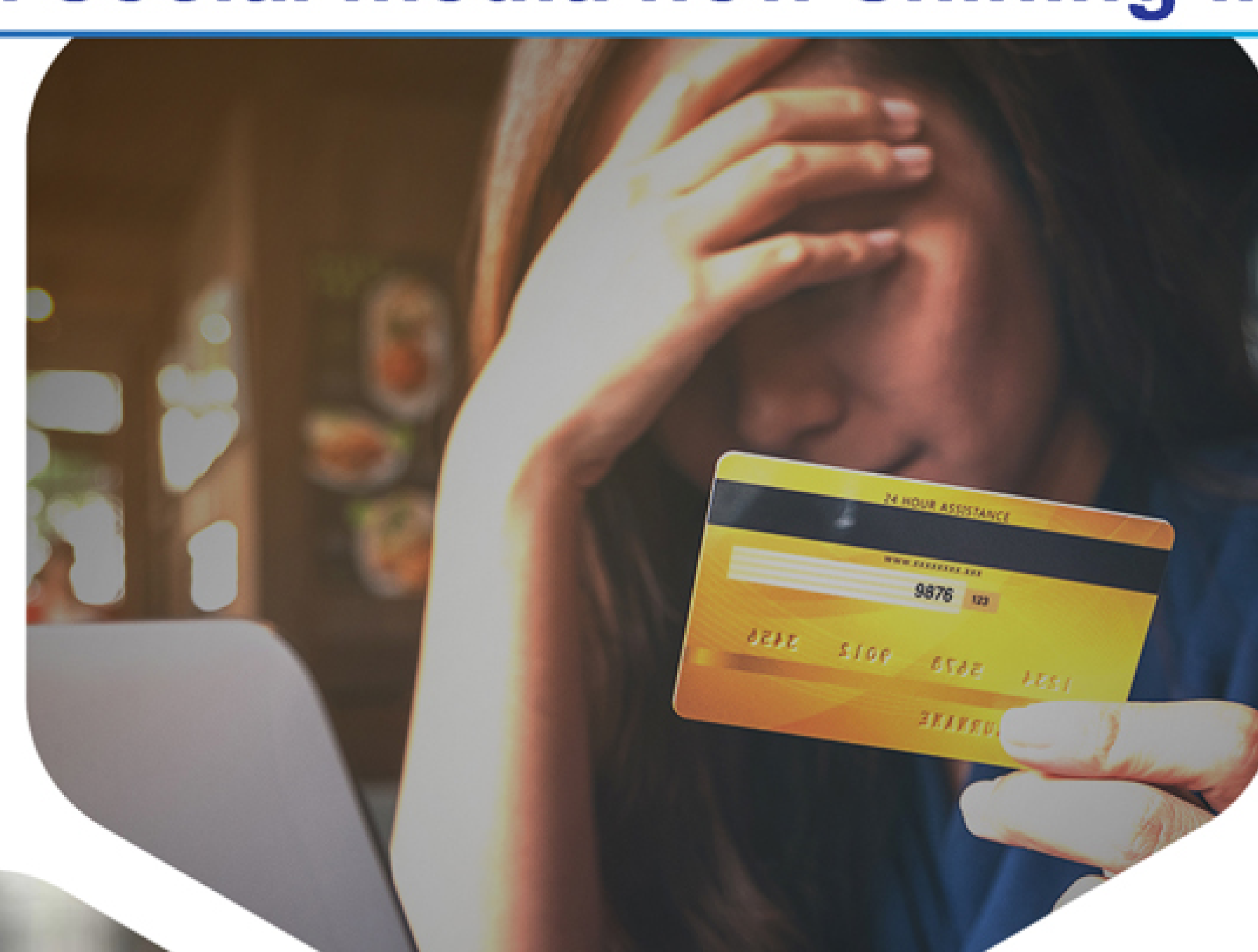

مالیاتی فراڈ سے ہر سال 9 ارب ڈالر کا نقصان

پاکستان ڈیجیٹل لٹیروں کے نشانے پر، عوامی آگاہی ہی واحد حل

کنزیومرواچ رپورٹ

دنیا تیزی سے ڈیجیٹل معیشت کی طرف بڑھ رہی ہے، لیکن اس تبدیلی کے ساتھ خطرات بھی بڑھ گئے ہیں۔ پاکستان ان ترقی پذیر ممالک میں شامل ہے جو اب ڈیجیٹل فراڈیوں کے خاص نشانے پر آچکا ہے۔ بین الاقوامی رپورٹ کے مطابق ملک کو ہر سال 9.3 ارب ڈالر کے مالیاتی نقصان کا سامنا ہے جو پاکستان کی مجموعی قومی پیداوار (جی ڈی پی) کا تقریباً 2.5 فیصد بنتا ہے۔

یہ نقصان صرف اعداد و شمار نہیں بلکہ ایک قومی معاشی المیہ ہے، کیونکہ یہ رقم بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے سات ارب ڈالر کے قرض پروگرام سے بھی 33 فیصد زیادہ ہے۔

گلوبل رپورٹ کا انکشاف

یہ چشم کشا اعداد و شمار گلوبل اسٹیٹ آف اسکیمز رپورٹ 2025 میں سامنے آئے، جو گلوبل اینٹی اسکیم الائنس اور فیڈزائی (Feedzai) نے مشترکہ طور پر جاری کی۔

رپورٹ کے مطابق پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جہاں مالیاتی فراڈ معیشت کے لیے ایک سنگین خطرہ بن چکا ہے۔

تحقیق کے لیے 42 ممالک کے 46 ہزار بالغ افراد سے سروے کیا گیا، جس میں یہ انکشاف ہوا کہ دنیا بھر میں ہر 10 میں سے 7 افراد گزشتہ سال کسی نہ کسی اسکیم کا شکار ہوئے۔ حیران کن طور پر 13 فیصد لوگ روزانہ فراڈیوں کی کوششوں کا سامنا کرتے ہیں۔

پاکستانی صارفین کا بڑھتا ہوا نقصان

پاکستان میں اگرچہ فی کس نقصان عالمی سطح کے مقابلے میں کم یعنی اوسطاً 139 ڈالر فی متاثرہ فرد ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ نقصان اربوں ڈالر کے مالیاتی اخراج کا باعث بنتا ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ دنیا بھر میں گزشتہ سال 442 ارب ڈالر کا نقصان اسکیمز کے باعث ہوا، جس سے عالمی مالیاتی نظام پر اس کے تباہ کن اثرات نمایاں ہوئے۔

سب سے عام فراڈ کی اقسام

رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں سب سے عام فراڈ یہ ہیں:

آن لائن خریداری کے فراڈ (54 فیصد)

سرمایہ کاری اسکیمیں (48 فیصد)

جعلی انعامی اسکیمیں (48 فیصد)

اسکیمز کے ذریعے سب سے زیادہ رقوم بینک ٹرانسفرز (29 فیصد) اور کریڈٹ کارڈز (18 فیصد) کے ذریعے لوٹی گئیں۔

پاکستان میں فراڈیے ان ہی عالمی حربوں کو مقامی حالات کے مطابق ڈھال کر استعمال کر رہے ہیں جیسے جعلی بینک کالز، انعامی پیغامات، اور آن لائن شاپنگ سائٹس کے نام پر دھوکہ دہی۔

اسٹیٹ بینک کے حفاظتی اقدامات

ریحان مسعود، سینئر جوائنٹ ڈائریکٹر سائبر رسک مینجمنٹ (اسٹیٹ بینک آف پاکستان) کے مطابق مالیاتی فراڈ اور اسکیم میں فرق سمجھنا بے حد ضروری ہے۔

انہوں نے کہا کہ ڈیجیٹل بینکنگ اور والٹ اکاؤنٹس کے غلط استعمال کے امکانات اب نہ ہونے کے برابر رہ گئے ہیں کیونکہ اسٹیٹ بینک نے سائبر سکیورٹی کے فریم ورک کو مزید مضبوط بنا دیا ہے۔

ریحان مسعود کے مطابق:

''اب کوئی بھی بینک اکاؤنٹ غیر شناخت شدہ ڈیوائس سے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ قانونی صارفین کو بھی نئی ڈیوائس پر دو مرحلہ جاتی توثیق (2FA) اور بائیومیٹرک تصدیق مکمل کرنا لازمی ہے۔''

انہوں نے مزید بتایا کہ ان اقدامات کے باعث مالیاتی فراڈ کے امکانات 90 فیصد سے زائد کم ہو چکے ہیں، اور آئندہ یہ شرح تقریباً صفر تک پہنچنے کی امید ہے۔

صارفین خود فراڈ میں کیوں پھنس جاتے ہیں؟

ماہرین کے مطابق زیادہ تر دھوکا دہی کی وارداتیں اُس وقت کامیاب ہوتی ہیں جب صارفین خود اپنی حساس معلومات فراڈیوں کے ساتھ شیئر کر دیتے ہیں۔

عام طور پر متاثرین نادانی یا جلد بازی میں بینک اکاؤنٹس، والٹ یا کارڈ تفصیلات، پن کوڈز اور او ٹی پی تک فراہم کر دیتے ہیں — جس کے بعد ان کے اکاؤنٹس سے رقم منتقل کر لی جاتی ہے۔

ریحان مسعود کے مطابق:

''بینکنگ نظام محفوظ ہو چکا ہے، لیکن انسانی غلطی یا لاعلمی اب بھی سب سے بڑی کمزوری ہے۔''

جعلی کالز اور آن لائن اسکیمز، نیا حربہ

پاکستان میں مالیاتی فراڈ کے زیادہ تر کیسز ایس ایم ایس، واٹس ایپ یا سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے انجام دیے جاتے ہیں۔

فراڈیے ''اکاؤنٹ بند ہونے''، ''انعام جیتنے''، یا ''سرمایہ کاری پر دوگنا منافع'' جیسے جال بچھا کر صارفین کو فوری ردِعمل پر مجبور کرتے ہیں۔

اکثر اوقات یہ کالز خود کو بینک نمائندہ ظاہر کرتی ہیں۔ متاثرہ فرد سے کہا جاتا ہے کہ ''آپ کا اکاؤنٹ بند ہونے والا ہے، فوراً تفصیلات دیں''، اور یہی لمحہ فراڈ کا آغاز ہوتا ہے۔

جاز کیش کی آگاہی مہم

خیام صدیقی، ہیڈ آف کارپوریٹ کمیونیکیشن اینڈ کسٹمر کیئر (جاز کیش) کے مطابق، جیسے جیسے پاکستان کیش لیس معیشت کی طرف بڑھ رہا ہے، مالیاتی فراڈ سے بچاؤ پہلے سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔

انہوں نے کہا:

''فراڈیوں کے طریقے بدل رہے ہیں — فشنگ کالز سے لے کر جعلی ایپس تک۔ اس لیے ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ عوامی آگاہی اور تعلیم بھی لازمی ہے۔''

انہی خدشات کے پیشِ نظر جاز کیش اور دیگر مالیاتی اداروں نے اسٹیٹ بینک کی سرپرستی میں ایک ملکی سطح کی آگاہی مہم شروع کی ہے، جس کا مقصد صارفین کو مالیاتی اسکیمز کے خطرات اور بچاؤ کے طریقوں سے آگاہ کرنا ہے۔

یہ مہم نہ صرف ڈیجیٹل مالی خواندگی میں اضافہ کرے گی بلکہ صارفین کے تحفظ کو بھی یقینی بنائے گی۔

عوامی آگاہی۔ سب سے مؤثر دفاع

ماہرین متفق ہیں کہ چاہے سائبر سکیورٹی کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو، جب تک صارفین احتیاط اور آگاہی اختیار نہیں کریں گے، فراڈیوں کے لیے گنجائش باقی رہے گی۔

ہر صارف کو درج ذیل اصولوں پر عمل کرنا چاہیے:

کسی بھی شخص کو فون پر بینک تفصیلات، او ٹی پی یا پاس ورڈ نہ دیں۔

کسی غیر تصدیق شدہ لنک یا ایپ پر کلک نہ کریں۔

جعلی انعامی اسکیموں یا سرمایہ کاری کی پیشکشوں سے بچیں۔

شبہ ہونے پر فوراً بینک یا مالیاتی ادارے سے براہِ راست رابطہ کریں۔

پاکستان تیزی سے ڈیجیٹل معیشت کی طرف گامزن ہے، لیکن اس سفر کو محفوظ بنانے کے لیے ٹیکنالوجی کے ساتھ شعور بھی ناگزیر ہے۔

اگر عوامی سطح پر آگاہی بڑھائی جائے اور ہر صارف اپنی معلومات کے تحفظ کو اولین ترجیح دے، تو ملک نہ صرف اربوں ڈالر کے نقصان سے بچ سکتا ہے بلکہ ایک محفوظ، شفاف اور پائیدار ڈیجیٹل معیشت کی بنیاد بھی رکھ سکتا ہے۔

بڑھتی ہوئی لاگت صنعتوں کا شمسی توانائی کی طرف رجحان

کنزیومرواچ نیوز

پاکستان کی معیشت اس وقت توانائی کے بحران اور بڑھتی ہوئی لاگت کے سنگین چیلنج کا سامنا کر رہی ہے۔ بجلی کی قیمتوں میں لگاتار اضافے نے نہ صرف عام گھریلو صارفین بلکہ بڑے پیمانے پر صنعتوں کو بھی متبادل توانائی کے ذرائع کی تلاش پر مجبور کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک میں شمسی توانائی کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے اور اب یہ صرف گھریلو صارفین یا زرعی شعبے تک محدود نہیں رہا بلکہ بڑے بڑے صنعتی ادارے بھی اس سمت میں عملی اقدامات کر رہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق آرٹسٹک ڈینم ملز (اے ڈی ایم) لمیٹڈ نے پاکستان اسٹاک ایکسچینج کو آگاہ کیا ہے کہ کمپنی نے 2.32 میگاواٹ کا سولر پاور پلانٹ فعال کر دیا ہے، جبکہ مزید 2.57 میگاواٹ کے اضافی منصوبے پر کام جاری ہے۔ اس توسیع کے بعد کمپنی کی کل شمسی توانائی کی استعداد 4.89 میگاواٹ تک پہنچ جائے گی۔ یہ اقدام نہ صرف کمپنی کی پیداواری لاگت کم کرنے میں مددگار ثابت ہوگا بلکہ بجلی کے غیر یقینی حالات میں ایک پائیدار توانائی کا متبادل بھی فراہم کرے گا۔

پاکستان میں توانائی کا بحران اور بڑھتی قیمتیں

پاکستان دنیا کے اُن ممالک میں شامل ہے جہاں بجلی کی قیمتیں خطے میں سب سے زیادہ ہیں۔ پالیسی کی غیر یقینی صورتحال، بجلی پیدا کرنے والے نجی اداروں کے ساتھ پیچیدہ معاہدے، درآمدی فیول پر انحصار، اور گردشی قرضے نے صورت حال کو مزید بگاڑ دیا ہے۔ ایسے حالات میں نہ صرف گھریلو صارفین بلکہ کاروباری ادارے بھی بھاری بلوں تلے دبے ہوئے ہیں۔ کئی چھوٹی صنعتیں اور گھریلو کاروبار توانائی کی قیمتوں کے باعث بند ہو چکے ہیں یا اپنا آپریشن دیگر ممالک جیسے دبئی، ویتنام اور ملائیشیا منتقل کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ اس پس منظر میں شمسی توانائی کو ایک نجات دہندہ کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن اور سال بھر دھوپ کی دستیابی اس بات کی گواہ ہے کہ یہ توانائی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو طویل المدتی بنیادوں پر نہ صرف کم لاگت والا ہے بلکہ ماحولیاتی لحاظ سے بھی موزوں ہے۔

شمسی توانائی کا فروغ

اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 2024 میں شمسی توانائی ملک کی کل بجلی کی پیداوار کا تقریباً 14 فیصد تھی۔ لیکن محض ایک سال میں یہ شرح تیزی سے بڑھ کر 2025 میں ماہانہ یوٹیلیٹی بجلی میں تقریباً 25 فیصد تک پہنچ گئی۔ اس تیزی کی بنیادی وجہ دو عوامل ہیں: سستی چینی سولر ٹیکنالوجی۔ چین نے دنیا بھر میں سستی مگر مؤثر سولر پینلز کی فراہمی کے ذریعے مارکیٹ پر غلبہ حاصل کیا ہے، جس سے پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں بھی یہ ٹیکنالوجی عام ہوتی جا رہی ہے۔ وافر دھوپ۔ پاکستان میں سال کے تقریباً 300 دن دھوپ دستیاب رہتی ہے، جو شمسی توانائی کو نہایت مؤثر اور پائیدار ذریعہ بناتی ہے۔ ابتدا میں یہ ٹیکنالوجی گھریلو صارفین اور کسانوں کے درمیان مقبول ہوئی، لیکن اب بڑھتی بجلی کی قیمتوں کے پیشِ نظر بڑے صنعتی ادارے بھی اسے اپنا رہے ہیں۔

صنعتوں کی جانب سے اقدامات

آرٹسٹک ڈینم ملز کے بعد دیگر بڑی صنعتوں نے بھی شمسی توانائی کے منصوبے شروع کیے ہیں۔ انٹرنیشنل اسٹیل لمیٹڈ 6.4 میگاواٹ کا سولر پروجیکٹ لگا رہا ہے، دیوان سیمنٹ 6 میگاواٹ کے منصوبے پر کام کر رہا ہے، جبکہ کوہ نور ملز 7.2 میگاواٹ کے سولر پلانٹ پر سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔ یہ رجحان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ صنعتیں توانائی کے روایتی نظام پر انحصار کم کرنے کے لیے عملی اقدامات کر رہی ہیں۔

صنعت کاروں کی شکایات اور حکومتی پالیسیوں کے اثرات

توانائی کے بحران سے جڑے مسائل صرف مہنگی بجلی تک محدود نہیں ہیں۔ صنعت کاروں کے مطابق بھاری ٹیکس، متعدد لیویز، سپر ٹیکس اور بدعنوانی کی بھرمار نے کاروبار کرنے کے حالات کو مزید مشکل بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ کار اعتماد کھو رہے ہیں اور نئی سرمایہ کاری رک چکی ہے۔ ایک صنعت کار نے کہا کہ شمسی توانائی کی طرف رجحان کی اصل وجہ صرف بجلی کی مہنگائی نہیں بلکہ پالیسیوں میں بے یقینی اور کاروبار دوست ماحول کی کمی بھی ہے۔

گردشی قرضہ اور حکومت کی مشکلات

شمسی توانائی کے بڑھتے استعمال کا ایک ضمنی اثر یہ بھی ہے کہ گرڈ سے بجلی کی کھپت کم ہو رہی ہے، جس سے حکومت کے گردشی قرضے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت گردشی قرضہ 20 کھرب 60 ارب روپے تک جا پہنچا ہے۔ حکومت نے بینکوں سے 10 کھرب 20 ارب روپے قرض لینے کا منصوبہ بنایا ہے تاکہ نجی بجلی گھروں (آئی پی پیز) کے واجبات ادا کیے جا سکیں۔ لیکن یہ قرضہ بھی بالآخر عام صارفین پر منتقل ہوگا، جس سے مہنگائی مزید بڑھے گی۔

برآمدی شعبہ مشکلات کا شکار

توانائی کے بحران کا ایک بڑا اثر برآمدی شعبے پر پڑ رہا ہے۔ حال ہی میں گل احمد ٹیکسٹائل نے مسلسل نقصانات، بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت، حکومتی پالیسیوں میں بار بار تبدیلیوں اور علاقائی مسابقت کے باعث ملبوسات کی برآمدات بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعلان ایک خطرناک اشارہ ہے کہ اگر حالات پر قابو نہ پایا گیا تو دیگر برآمدی ادارے بھی یہی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ اس سے پاکستان کی برآمدات، جو پہلے ہی دباؤ کا شکار ہیں، مزید کم ہو سکتی ہیں۔

سرمایہ کاری اور اسٹاک مارکیٹ پر اثرات

توانائی کی بڑھتی لاگت اور کاروباری ماحول کی غیر یقینی کیفیت سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بھی متاثر کر رہی ہے۔ حال ہی میں پاکستان اسٹاک ایکسچینج نے فلپ مورس (پاکستان) لمیٹڈ کی رضاکارانہ ڈی لسٹنگ کی منظوری دی ہے، جو 6 اکتوبر 2025 سے مؤثر ہوگی۔ یہ اقدام اس بات کا ثبوت ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستانی مارکیٹ کو پرکشش نہیں سمجھ رہیں اور سرمایہ نکال رہی ہیں۔

مستقبل کا منظرنامہ

پاکستان میں شمسی توانائی کے بڑھتے رجحان سے یہ بات واضح ہے کہ اگرچہ صنعتیں اپنی لاگت کم کرنے اور پائیدار توانائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی ہے۔ گرڈ سے کم بجلی لینے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کی آمدنی مزید کم ہوگی، جس سے گردشی قرضہ اور مالیاتی بحران مزید شدید ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف اگر حکومت قابلِ تجدید توانائی کے فروغ کے ساتھ ساتھ پالیسیوں میں تسلسل، کاروبار دوست اقدامات، اور شفاف نظام قائم کرے تو نہ صرف توانائی بحران پر قابو پایا جا سکتا ہے بلکہ سرمایہ کاری اور برآمدات بھی بہتر ہو سکتی ہیں۔ پاکستان کی صنعتیں توانائی کی بڑھتی قیمتوں اور کاروباری مشکلات کے باعث شمسی توانائی کی طرف بڑھ رہی ہیں، جو ایک مثبت اور پائیدار قدم ہے۔ تاہم حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ گردشی قرضے کے مسئلے کو حل کرے، شفاف پالیسی بنائے اور نجی شعبے کو اعتماد فراہم کرے۔ بصورت دیگر یہ خطرہ موجود ہے کہ بڑی صنعتوں کے بعد درمیانے اور چھوٹے کاروبار بھی بندش یا منتقلی پر مجبور ہو جائیں، جس کا براہِ راست اثر روزگار، برآمدات اور معیشت پر پڑے گا۔

ملکی زرعی شعبے کی تشویشناک صورتحال

کنزیومر واچ نیوز

وزیرِ خزانہ محمد اورنگزیب نے ملک کے زرعی شعبے کی تشویشناک صورتحال پر خبردار کرتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ گزشتہ دو برسوں کے دوران زرعی قرضوں کی فراہمی میں 54 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی ہے، جس سے کسان شدید مالی دباؤ کا شکار ہیں۔

رپورٹ کے مطابق وزیرِ خزانہ محمد اورنگزیب نے ملک کے زرعی شعبے، جو معیشت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے، اس کی ایک انتہائی تشویشناک تصویر پیش کی ہے، جس میں انہوں نے فصلوں کی تباہی، کم پیداوار، کسانوں کی شہروں کی طرف ہجرت اور بڑھتے ہوئے ماحولیاتی و معاشی بحرانوں کا ذکر کیا۔

محمد اورنگزیب نے پارلیمنٹ میں جمع کروائے گئے اپنے تحریری جواب میں کہا کہ فصلوں کی ناکامی، کم پیداوار اور کھلی منڈی میں قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے باعث کسان نقدی کے بحران کا شکار ہیں، جس کی وجہ سے قرضوں کی ادائیگیوں میں تاخیر ہوتی ہے۔

انہوں نے زور دیا کہ زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (زیڈ ٹی بی ایل)، جو زرعی شعبے کے لیے سب سے بڑا مالیاتی ادارہ ہے، اس کی جانب سے زرعی شعبے کو دیا جانے والا قرض گزشتہ دو برسوں میں تقریباً 54 فیصد کم ہو کر صرف 39 ارب 66 کروڑ روپے رہ گیا ہے، یہ رقم 2023 میں 85 ارب 56 کروڑ 30 لاکھ روپے اور 2024 میں 61 ارب 36 کروڑ 20 لاکھ روپے تھی۔

وزیرِ خزانہ نے زرعی شعبے کی بگڑتی ہوئی صورتحال کی وجوہات میں ماحولیاتی اور معاشی بحرانوں کو شامل کیا۔

ان کے مطابق سیلاب، خشک سالی یا کیڑوں کے حملے فصلوں کو تباہ کر دیتے ہیں، جس سے کسان قرضے واپس کرنے کے قابل نہیں رہتے، جب کہ مہنگائی جیسے معاشی مسائل بیج اور کھاد کی لاگت بڑھا دیتے ہیں، جس سے کسانوں کا منافع کم ہو جاتا ہے۔

انہوں نے کسان برادری کی غیر مؤثر کاشتکاری کے طریقوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ کم پیداوار کی بڑی وجوہات پرانے زرعی طریقے، خراب معیار کے بیج، کھاد کے ناکافی استعمال اور جدید زرعی معلومات کی کمی ہیں۔

اس کے علاوہ سماجی و معاشی مسائل کو بھی زرعی ترقیاتی بینک کی جانب سے کم قرض کی فراہمی کی ایک بڑی وجہ قرار دیا گیا، ان میں غربت، صرف زراعت پر آمدنی کا انحصار، کسانوں کی شہروں کی طرف ہجرت کے باعث زمینوں کا غیر آباد ہونا اور خاندانی یا صحت کے ہنگامی مسائل شامل ہیں، جن پر دستیاب رقوم خرچ ہو جاتی ہیں۔

وزیرِ خزانہ نے یہ تفصیلی رپورٹ سینیٹر سید مسرور احسن کے سوال کے جواب میں پیش کی، جنہوں نے گزشتہ تین برسوں میں پنجاب اور سندھ میں زیڈ ٹی بی ایل کی قرضوں کی فراہمی اور ان کی وصولی کی صورتحال کے بارے میں استفسار کیا تھا۔

سینیٹر مسرور احسن نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا بینک نے مقررہ اہداف کے مطابق وصولی حاصل کی یا نہیں اور اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا تھیں۔

محمد اورنگزیب نے بتایا کہ زیڈ ٹی بی ایل کی جانب سے زرعی قرضوں کی فراہمی پنجاب میں 53 فیصد اور سندھ میں 59 فیصد تک کم ہوگئی ہے، حالانکہ یہ دونوں صوبے ملک کی زرعی پیداوار کے بڑے مراکز ہیں۔

پنجاب میں 2023 میں زرعی شعبے کو 75 ارب 16 کروڑ 70 لاکھ روپے کے قرض دیے گئے، جو 2024 میں 61 ارب 36 کروڑ 20 لاکھ روپے تک گر گئے، یعنی 18 فیصد سے زائد کمی، 2025 میں یہ مزید کم ہو کر 35 ارب 43 کروڑ روپے رہ گئے۔

سندھ میں 2023 میں زرعی قرضوں کی رقم 10 ارب 40 کروڑ روپے تھی، جو 2024 میں 7 ارب 22 کروڑ روپے تک گر گئی، یعنی 30.6 فیصد کمی، 2025 میں یہ مزید گھٹ کر 4 ارب 23 کروڑ روپے رہ گئی۔

رپورٹ کے مطابق بقیہ واجب الادا قرضوں کی رقم دونوں صوبوں میں معمولی حد تک اتار چڑھاؤ کا شکار رہی، مثال کے طور پر سندھ میں 2023 میں کل واجب الادا قرضے 32 ارب روپے تھے، جو 2024 میں بڑھ کر 32 ارب 76 کروڑ روپے اور 2025 میں 32 ارب 96 کروڑ روپے ہو گئے۔

پنجاب میں 2023 میں واجب الادا قرضوں کی رقم 147 ارب 70 کروڑ روپے تھی، جو 2024 میں بڑھ کر 154 ارب 20 کروڑ روپے ہوئی، مگر 2025 میں دوبارہ کم ہو کر 150 ارب 10 کروڑ روپے رہ گئی۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ پنجاب میں قرضوں کی وصولی کی شرح 2023 میں 77 فیصد تھی، جو 2024 میں بڑھ کر 82 فیصد ہوئی لیکن 2025 میں دوبارہ گھٹ کر 78 فیصد رہ گئی۔

دوسری جانب سندھ میں قرضوں کی وصولی کی شرح 2023 میں 60 فیصد تھی، جو 2024 میں گھٹ کر 57 فیصد ہوگئی اور 2025 میں بھی اسی سطح پر برقرار رہی۔

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3